رشوت کیوں لیتے ہو؟

مولانا غیاث احمد رشادی

کتاب : رشوت کیوں لیتے ہو؟

مصنف : **مولانا غیاث احمد رشادی**

صفحات : ۵۶

تعداد اشاعت : ایک ہزار

سن اشاعت : ۲۰۰۴ء

کمپیوٹر پروسس : **محمد مجاہد خان**، رشادی کمپیوٹر سنٹر، نزد یونیک ہائی اسکول،
قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد- فون:30909889

ناشر : مکتبہ سبیل الفلاح ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر اسوسی ایشن، رجسٹرڈ-۶۷۵
نزد یونیک ہائی اسکول، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد-

قیمت : دس روپے Rs.10/-

ملنے کے پتے

۱ مکتبہ سبیل الفلاح ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر اسوسی ایشن، رجسٹرڈ نمبر-۶۷۵،
نزد یونیک ہائی اسکول، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد-فون:30909889

۲ ہندوستان پیپر ایمپوریم مچھلی کمان، حیدرآباد-

۳ حسامی بک ڈپو، مچھلی کمان، حیدرآباد-

۴ الاوراق پبلیشرز، کرما گوڑہ، حیدرآباد و

۵ کلاسیکل آٹوموٹیو، 324 C.M.H. Road، اندرانگر، بنگلور-

۶ ھدیٰ ڈسٹری بیوٹرس، پرانی حویلی روڈ، حیدرآباد-

۷ کمرشیل بک ڈپو، چارمینار، حیدرآباد-

فہرست

دعائے مغفرت کی درخواست

جناب محترم مولانا محمد امجد علی قاسمی مدظلہ العالی مقیمِ حال امریکہ اور مولانا محمد ارشد القاسمی مدظلہ العالی خطیب مسجدِ حضارم یاقوت پورہ، حیدرآباد نے جمیع قارئین سے پرخلوص درخواست کی ہے کہ ان کے والد بزرگوار عالی جناب محترم محمد قاسم علی صاحب موظف محکمہ تحصیل آفس سریا پیٹھ، ضلع نلگنڈہ اور والدہ محترمہ کے حق میں دعائے مغفرت و رفع درجات فرمائیں۔

مکتبہ سبیل الفلاح کے جمیع اراکین مرحوم کے حق میں دعاء کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ان کی قبر کو نور سے بھر دے اور ان کو جنت الفردوس نصیب فرمادے اور ان کی اولادِ صالح سے دین کی ہمہ گیر خدمات لیتا رہے اس طرح اجرِ جزیل کا سلسلہ مرحوم کے حق میں چلتا رہے۔ آمین......

اِدارہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

پہلی بات

تمام تعریف اس خدائے بزرگ و برتر کیلئے جس نے اپنے آفاقی پیغام (قرآن مجید) اور آخری پیغمبر (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے ذریعہ حلال وحرام کا فرق بتلا دیا، نیکی اور جرم کے درمیان دیوار کھڑی کردی اور ہر ایک کا نیک و بد نتیجہ بھی بتلا دیا۔

درود وسلام نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی زندگی کے عادات واطوار، اعمال و افعال کو اُمت کیلئے نمونہ قرار دیا گیا، اور آپ ﷺ نے وہ کام کرکے بتلائے جن کے کرنے کا حکم دیا گیا اور ان کاموں سے بچ کر بتلایا جن سے بچنے کی تلقین کی گئی۔

اسلام وہ آفاقی، ابدی، غالب اور فطرت پر مبنی مذہب ہے جس میں ہر ایک کیلئے امن اور سلامتی ہے، آرام وراحت ہے اور سکون واطمینان ہے یہی وجہ ہے کہ اس مذہب کے احکامات میں ایک طرف خالقِ کائنات کے حقوق کی ادائیگی کا حکم ہے اور ان حقوق کے پامال کرنے پر وعیدیں بھی ہیں تو دوسری طرف تمام مخلوقات کے عموماً اور انسانوں کے خصوصاً حقوق بھی بیان کئے گئے ہیں، اور ان حقوق کی ادائیگی کی بار بار تاکید بھی کی گئی اور حقوق کے ادا نہ کرنے پر سخت وعیدیں بھی بیان کی گئیں اور حقوق کے ادا نہ کرنے پر سخت وعیدیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

اس کے باوجود لوگ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں بھی کمی بیشی کرتے ہیں اور بندوں کے حقوق میں بھی گڑبڑ پیدا لیتے ہیں، چنانچہ جہاں نماز، روزہ اور حج جیسی عبادتوں میں کاہلی اور سُستی کرتے ہیں وہیں ایک دوسرے کے مال ناجائز طریقے سے حاصل کرتے ہوئے، چوری اور

ڈکیتی کرتے ہوئے، سوداور رشوت کا مال کھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں۔

رشوت ایک گھناونا جرم ہے اور انسانی زندگی کیلئے ایک داغ ہے مگر ہر محکمہ میں اس کا رواج اس قدر عام ہو چکا ہے کہ اس کے جرم ہونے کا تصور بھی ختم ہونے لگا ہے، اور اس کو اپنی زندگی کیلئے داغ سمجھنے کے بجائے اس کو اپنا کمال سمجھا جارہا ہے، اس میدان میں لوٹ کھوٹ کرنے میں جو جس قدر ماہر ہے اسی کو ہوشیار، عقلمند اور دانا سمجھا جانے لگا ہے، اور لوگ بھی ایسے مجرموں کو Active کا لقب دینے میں بھی نہیں جھجکتے۔

جو لوگ رشوت لینے کے سلسلہ میں یہ تصور رکھتے ہیں کہ یہ وقت کی ضرورت ہے، اور اس کے بغیر زندگی گزارنا مشکل اور ترقی کرنا ناممکن ہے اور برسرِ عام اس جرم میں اپنے مبتلا ہونے کا اعتراف بھی کرتے ہیں اور اس کو اپنا ہنر اور فن ظاہر کرتے ہیں، ہم ایسے لوگوں سے ادباً درخواست کرتے ہیں کہ وہ اگر رشوت جیسے گناہ سے باز نہیں آتے ہیں اور اس کی وعیدوں سے منہ پھیرنے کیلئے تیار ہیں تو وہ بنیادی طور پر اس حقیقت کو سمجھ لیں کہ اگر آپ رشوت لینے کو گناہ سمجھ کر رشوت لے رہے ہیں تو آپ شریعت کی نگاہ میں فاسق ہیں اور اگر رشوت لینے کو گناہ ہی نہیں سمجھتے اور اس کو اپنے لئے جائز اور حلال تصور کرتے ہیں تو پھر آپ کو اپنے ایمان کے بارے میں سوچ لینا چاہئے کہ خطرہ کا الارم بج چکا ہے، اس لئے کہ کسی ناجائز کو جائز قرار دینا، کسی حرام کو اپنے طور پر حلال قرار دینا آدمی کو کفر کی طرف لے جاتا ہے۔

غیاث احمد رشادی

۱۹؍فبروری ۲۰۰۴ء ۲۷ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ

رشوت کسے کہتے ہیں؟

اس سے پہلے کہ ہم آپ کو یہ بتلادیں کہ رشوت کے احکامات کیا ہیں یہ بتلادینا ضروری سمجھتے ہیں کہ رشوت کی تعریف اور حقیقت کیا ہے ، رشوت کے لغوی معنی یہ ہیں ’’رشوت‘‘ اس لفظ کا تعلق عربی زبان سے ہے، اصل میں رشوت ڈول سے لگی ہوئی رسی کو کہتے ہیں، اور مراشاۃ کے معنی ہیں ایک دوسرے کی مدد کرنا، ایک اور معنی بھی ہیں انصاف سے ہٹ کر مائل ہونا، ایک اور معنی بھی آتے ہیں ایک سخت گول لمبا پتھر جو بولنے والے کے منہ میں اس لئے ڈال دیا جاتا ہے تاکہ بات کرنے اور بولنے سے اس کو روک دے۔

ہم اس لغوی معنی سے اس کے اصطلاحی معنی میں مدد لے سکتے ہیں، دیکھئے مراشاہ کے معنی ایک دوسرے کی مدد کرنا ہے، تو رشوت میں بھی ایک دوسرے کی مدد ہوتی ہے، رشوت لینے والا کوئی کام اس شخص کا کردیتا ہے جس نے رشوت دی اور رشوت دینے والا رشوت لینے والے کا جیب گرم کردیتا ہے۔

اور منہ میں پتھر ڈالنے کے معنی سے بھی اصطلاحی معنی کی تائید ہوتی ہے اس لئے کہ جب آدمی رشوت کے طور پر روپئے پیسے دیتا ہے یا مٹھائی کھلا دیتا ہے، یا دعوت کردیتا ہے یا چائے وائے پلا دیتا ہے تو اس سے رشوت لینے والے کا منہ بند ہوجاتا ہے۔

خیر یہ تو رشوت کی لغوی تعریف تھی ، رشوت کی اصطلاحی تعریفیں مختلف کی گئی ہیں، بعض حضرات نے رشوت کی تعریف یوں کی ہے ’’ہر وہ مال جو کسی کام میں کسی شخص کی مدد حاصل کرنے کی غرض سے خرچ کیا جائے ، زید بکر پر اپنا مال خرچ کرتا ہے اس کی غرض یہ ہے کہ بکر سے اپنا کوئی کام نکالا جائے ، ملازمت حاصل کی جائے یا کوئی اور غرض پوری کی جائے۔

بعض لوگوں نے رشوت کی تعریف یوں کی ہے۔

رشوت وہ ہے جس کو لینے والے کی طلب پر اس کے حوالہ کیا جائے ، اس کا مطلب یہ ہوا کہ زید نے بکر سے کہا کہ ہم تم کو ملازمت دے دیں گے مگر پانچ ہزار روپئے دے دو ہم تمہارا کام پکا کردیں گے تو بکر جو پانچ ہزار روپئے زید کو دے گا یہ رشوت کہلائے گی۔

بعض لوگوں نے کہا کہ رشوت وہ ہے جو حق کو باطل اور باطل کو حق ثابت کرنے کیلئے

دیا جائے جیسے آج کل عدالتوں میں بعض وکیل کرتے ہیں کہ ایک مکان شرعی و قانونی اعتبار سے زید کا ثابت رہتا ہے لیکن وہ کچھ دلائل کے ذریعہ بکر کے حق میں کر دیتا ہے تاکہ بکر سے کچھ رقم مل جائے تو جو رقم بکر سے وکیل کو ملتی ہے وہ رشوت کہلاتی ہے۔

بعضوں نے رشوت کی یہ تعریف بھی کی ہے۔رشوت وہ چیز ہے جسے کوئی آدمی محض اس لئے دیتا ہے تاکہ اس کے حق میں کوئی باطل فیصلہ صادر کر دیا جائے، یا کسی کی حق تلفی کی جائے، کسی پر ظلم و زیادتی کی جائے یعنی وہ مال جو رشوت دینے والا رشوت لینے والے کیلئے اس بنا پر خرچ کرے تاکہ اس کے حق میں سچائی کے خلاف فیصلہ کر دیا جائے یا اسے کوئی ولایت یا منصب حاصل ہو جائے، خواہ وہ اس کا اہل ہو یا نہ ہو، یا انتقامی جذبہ سے مغلوب ہو کر کسی کو ظلم و زیادتی کا نشانہ بنائے۔

بعض نے یہ تعریف کی ہے کہ رشوت وہ چیز ہے جو آدمی کسی حاکم کو یا غیر حاکم کو اس مقصد کے تحت دے کہ فیصلہ اس (دینے والے) کے حق میں ہو۔رشوت یہ ہے کہ کوئی صاحب اقتدار یا سرکاری ملازم شخص کو کچھ روپیہ پیسہ یا مال دیا جائے اس غرض سے کہ وہ اس کے حق میں فیصلہ کر دے اور اس کے مدمقابل (حریف) کے خلاف فیصلہ کر دے یا اس لئے مال پیش کرے کہ دینے والے کا کام کر دے۔رشوت کی یہ تعریف بھی ملاحظہ فرمائیے۔

جس کام کے عوض معاوضہ لینا شرعاً درست نہیں اس کا معاوضہ لینا شریعت میں رشوت کہلاتا ہے، عہدیدار کے ذمہ کوئی کام ہے اب وہ شخص اس کام کا معاوضہ اس شخص سے لیتا ہے جس کا وہ کام کر دیتا ہے، حالانکہ اس کام کا معاوضہ حکومت دیتی ہے۔

بہرحال ان تمام تعریفوں کا حاصل تقریباً ایک ہی ہے اور یہ صورت ایسی ہے جس کو شریعت نے ناجائز قرار دیا۔

رشوت، راشی اور مرتشی

جب ہم رشوت کے بارے میں کچھ جاننا چاہیں تو احادیث اور فقہ کی کتابوں میں اس کیلئے جو الفاظ ملتے ہیں وہ اہم الفاظ یہ ہیں۔

(۱) رشوت (۲) مرتشی (۳) راشی (۴) رائش

رشوت تو وہ مال ہے یا وہ منفعت ہے جو رشوت دینے والا خرچ کرتا ہے تا کہ اس کے ذریعہ اس کی غرض اور مفاد پورا ہو جائے ۔مرتشی: وہ شخص ہے جو اس شخص سے مال طلب کرتا ہے جس کا کام کرنا ہوتا ہے یعنی رشوت لینے والا اور راشی وہ شخص ہے جو اپنا مال خرچ کرتا ہے تا کہ اس کی غرض پوری ہو جائے اور رائش وہ شخص ہے جو رشوت کے معاملہ میں دلالی کرتا ہے تلاشِ معاش بھی حکم ربانی ہے

کھانا پینا انسانی ضرورت ہے جس کے بغیر زندہ رہنا ناممکن ہے ،لیکن کھانا پینا مقصدِ زندگی نہیں بلکہ ضرورتِ زندگی ہے ،مقصد تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی رضا مندی ہے، اور کھانے پینے کیلئے دنیوی نظام قدرتی طور پر یہی بنایا گیا ہے کہ رزق تلاش کیا جائے ، رزق تلاش کرنے کا حکم قرآن مجید میں بھی دیا گیا ہے ، چنانچہ فریضۂ حج جیسے موقع پر بھی اس بات کی اجازت دی گئی ہے **لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلاً من ربکم ﴿۱۹۸۔البقرہ﴾** تم کو اس میں ذرا بھی گناہ نہیں کہ (حج میں) معاش کی تلاش کرو، جمعہ کی نماز کا جہاں حکم دیا گیا تو تلاش معاش کا یوں حکم دیا گیا۔ **فاذاقضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذ کروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون ﴿۱۰ ۔الجمعہ﴾** پھر جب نماز جمعہ پوری ہو چکے تو اس وقت تم کو اجازت ہے کہ تم زمین پر چلو پھرو اور خدا کی روزی تلاش کرو اور اللہ کو بکثرت یاد کرتے رہو، قدرت نے جہاں روزی تلاش کرنے کا حکم دیا وہیں اس کے اسباب و ذرائع بھی پیدا کر دیئے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔**وھو الذی سخر البحرلتا کلوامنہ لحما طریا و تستخرجوا منہ حلیۃ تلبسونھا و تری الفلک مواخرفیہ ولتبتغوا من فضلہ و لعلکم تشکرون ﴿۱۴ ۔النحل ﴾**

اور وہ (اللہ) ایسا ہے کہ اس نے دریا کو مسخر بنایا کہ اس میں سے تازہ تازہ گوشت کھاو اور اس میں سے موتیوں کا گہنا نکالو جس کو تم پہنتے ہو اور تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ اس دریا میں اس کے پانی کو چیرتی ہوئی چلی جا رہی ہیں، اور تا کہ تم خدا کی روزی تلاش کرو اور شکر کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ خشکی اور تری کو، بر و بحر کو اللہ تعالیٰ نے ہم انسانوں کی روزی کیلئے دسترخوان بنا دیا ہے کہ ہم اپنی روزی اس میں تلاش کریں، اور اسی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ

نے دن کی روشنی کو معاش کے حصول کا اور دوڑ دھوپ کرنے کا ذریعہ بنایا اور رات کو اپنی اس تھکان کو دور کرنے کا وسیلہ بنایا، چنانچہ اسی دن اور رات کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا:

وجعلنا اللیل والنهار آیتین فمحونا آیة اللیل وجعلنا آیة النهار مبصرة لتبتغوا فضلاً من ربکم ولتعلموا عدد السنین والحساب ﴿۱۲۔ بنی اسرائیل﴾ اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا سو رات کی نشانی کو تو ہم نے دھندلا بنایا اور دن کی نشانی کو ہم نے روشن بنایا تا کہ اپنے رب کی روزی تلاش کرو اور تا کہ برسوں کا شمار اور حساب معلوم کرلو اور ہم نے ہر چیز کو خوب تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

سورۂ قصص کی آیت ﴿۷۳﴾ میں بھی فرمایا گیا کہ:

ومن رحمته جعل لکم اللیل والنهار لتسکنوا فیه ولتبتغوا من فضله ولعلکم تشکرون۔ اور اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا تا کہ تم رات میں آرام کرو اور تا کہ دن میں اس کی روزی تلاش کرو اور تا کہ تم شکر کرو۔

ان آیات کی روشنی میں اس حقیقت کو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ انسان کا کام صرف نماز پڑھنا یا صرف روزہ رکھنا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ان تمام احکامات کے ساتھ خدا کی زمین میں چل پھر کر اس کی روزی تلاش کرنا بھی ہے۔

حلال روزی تلاش کرنا چاہئے

ایک عام انسان اور ایک ایسے انسان کے درمیان جو مسلمان بھی ہے، بہت بڑا فرق ہوتا ہے، ایک عام انسان کا مقصود صرف روزی تلاش کرنا ہوتا ہے جبکہ ایک ایسے انسان کا مقصود جو مسلمان ہو اس سے جداگانہ ہوتا ہے اس مسلمان پر مزید ایک ذمہ داری یہ ہے کہ وہ صرف روزی نہیں بلکہ حلال روزی تلاش کرے، ایک غیر مسلم ان احکامات کا مکلّف نہیں ہوتا لیکن ایک مسلمان ان تمام احکامات کا مکلّف ہوتا ہے جو حلال وحرام سے متعلق ہیں، اس مسلمان کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ صرف روزی تلاش کرنے کی چکر میں نہ رہے بلکہ حلال روزی تلاش کرنے کی فکر میں رہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وکلوا مما رزقکم الله حلالاً طیبا واتقوا الله الذی انتم به مومنون ﴿۸۸۔ المائده﴾

اور اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تم کو دی ہیں ان میں سے حلال مرغوب چیزیں کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہیں۔سورۂ انفال کی آیت نمبر﴿۶۹﴾ میں فرمایا:

فکلوا مما غنمتم حلالاً طیبا واتقوا اللہ ان اللہ غفور رحیم۔ سو جو کچھ تم نے لیا ہے اس کو حلال پاک سمجھ کر کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑی رحمت والے ہیں۔سورۂ نمل کی آیت ﴿۱۱۴﴾ میں فرمایا گیا:

فکلوا مما رزقکم اللہ حلا لاً طیباً واشکروا نعمت اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون۔ سو جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے تم کو حلال اور پاک دی ہیں ان کو کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو، اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بطور خاص رسولوں کو خطاب کرتے ہوئے بھی پاکیزہ حلال غذا کھانے کا حکم دیا چنانچہ سورۂ مومنون کی آیت ﴿۵۱﴾ میں ہے۔

یایھا الرسل کلوا من الطیب واعملوا صالحا انی بما تعملون علیم

اے پیغمبرو! تم نفیس چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو تم سب کے کئے ہوئے کاموں کو میں خوب جانتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ کے اوصاف جمیلہ کو قرآن مجید نے سورۂ اعراف کی آیت ﴿۱۵۷﴾ میں بیان کیا ہے جس میں اس بات کا بھی تذکرہ ہے کہ آپ ﷺ پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں اور ناپاک اور گندی چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں۔

ویحل الھم الطیبٰت ویحرم علیھم الخبئث۔ ان آیات سے معلوم یہ ہوا کہ مسلمان کا کام صرف کمانا نہیں ہے بلکہ حلال کمانا ہے اور حرام سے پرہیز کرتے ہوئے کمانا ہے۔

سوائے اللہ کے حلال کو حرام کرنے یا حرام کو حلال کرنے کا اختیار کسی کو نہیں

کسی بھی چیز کو حلال کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو بطورِ وحی یا الہام مختلف چیزوں کے حلال ہونے کا اشارہ دیتے ہیں اور انبیاء ان چیزوں کے حلال ہونے کا حکم نافذ کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ مختلف چیزوں کے حرام ہونے کا

بطور وحی یا الہام حکم دیتے ہیں اور انبیاء ان چیزوں کے حرام ہونے کا حکم نافذ کرتے ہیں۔

یہ اختیار کسی بھی انسان کو نہیں ہے کہ وہ کسی حرام کو حلال قرار دے یا حلال کو حرام قرار دے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

یاایھا الذین امنوا لاتحرموا طیبٰت ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین ۔ ﴿۸۷۔ المائدہ﴾ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تمہارے واسطے حلال کی ہیں ان میں لذیذ چیزوں کو حرام مت کرو اور حد سے آگے مت نکلو بے شک اللہ تعالیٰ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔ کسی بھی چیز کو حرام کر دینے کا کام اللہ تعالیٰ نے کر دیا ہے اور کسی بھی چیز کو حلال قرار دینے کا کام بھی اللہ تعالیٰ نے کر دیا ہے چنانچہ نبی کریم ﷺ کی زبانی یہ اعلان سورۂ اعراف کی آیت ﴿۳۳﴾ میں کر دیا گیا کہ:

قل انما حرم ربی الفواحش ماظھر منھا وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق وان تشرکوا باللہ مالم ینزل بہ سلطنا و ان تقولوا علی اللہ مالا تعلمون

آپ فرما دیجئے کہ البتہ میرے رب نے حرام کیا ہے تمام فحش باتوں کو ان میں جو علانیہ ہیں وہ بھی اور ان میں جو پوشیدہ ہیں وہ بھی اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراو جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں فرمائی اور اس بات کو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ ایسی بات لگادو جس کی تم سند نہ رکھو۔

سورۂ مائدہ کی آیت ﴿۴﴾ سے بھی یہ بات واضح ہوئی ہے کہ:

یسئلونک ماذا احل لھم قل احل لکم الطیبت ۔ اے نبی! آپ سے لوگ پوچھتے ہیں کہ ان کیلئے کیا چیز حلال کی گئی ہے آپ کہہ دیجئے کہ تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں۔

کسی بھی حلال کو حرام قرار دینے کو کفر سے تعبیر کیا گیا چنانچہ سورۂ توبہ کی آیت ﴿۳۷﴾ میں کہا گیا کہ: **انما النسیئی زیادۃ فی الکفر یضل بہ الذین کفروا یحلونہ عاما ویحرمونہ عاما لیوا طئوا عدۃ ماحرم اللہ فیحلوا ماحرم اللہ ۔**

یہ ہٹا دینا کفر میں اور ترقی ہے جس سے کفار گمراہ کئے جاتے ہیں کہ وہ اس حرام مہینے

میں کسی سال حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال حرام سمجھتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ نے جو مہینے حرام کئے ہیں ان کی گنتی پوری کر لیں پھر اللہ کے حرام کئے ہوئے مہینہ کو حلال کر لیتے ہیں۔

اگر چہ کہ اس میں اشھر حرم کی بحث ہے لیکن اس سے ہم کو جو سبق حاصل کرنا ہے وہ یہ کہ کفارِ مکہ نے حرام کو اپنے طور پر حلال کر لیا اس سے معلوم ہوا کہ کسی بھی حرام کو حلال یا کسی بھی حلال کو حرام کر لینا اللہ تعالیٰ کے احکامات سے بغاوت کرنا ہے۔

رشوت کا حکم کیا ہے؟

اسلام نے رشوت کو حرام قرار دیا ہے، رشوت کے حرام ہونے میں سارے علماء کا اتفاق ہے، علماء نے رشوت کے حرام ہونے پر اتفاق اس لئے کیا کہ اس کا حرام ہونا قرآن مجید سے بھی ثابت ہے اور احادیثِ شریفہ سے بھی، تمام صحابۂ کرام، سلف صالحین، تابعین و اولیائے اُمت نے قولاً اس کی حرمت کا اعتراف کیا اور عملاً اس سے ہمیشہ بچے رہے، ان تمام کی زندگیاں رشوت جیسے جرم سے پاک تھیں، اسلام نے حاکموں، قاضیوں، مفتیوں، صاحبِ اقتدار اشخاص، اور ملازمین نیز ان کے معاونین (چیلے چانٹے اور چمچے) وغیرہ کیلئے رشوت لینے کو حرام قرار دیا ہے، اسلام میں اصلاً نہ رشوت دینے کی اجازت ہے نہ رشوت قبول کرنے کی اجازت ہے اور نہ ان دونوں کے درمیان دلالی کرنے کی اجازت ہے۔

نوٹ: جہاں رشوت دینے کی اجازت ہے اس کی صراحت اگلے صفحات میں دیکھ لیں۔

رشوت لینے والا شریعت کی نگاہ میں گنہ گار ہے، فاسق و فاجر ہے، اور رشوت کو حرام سمجھنے کے بجائے حلال سمجھنے والے کا ایمان خطرہ میں ہے۔ ایسا شخص دین سے خارج ہے جو علی الاعلان رشوت کو حلال قرار دے۔

رشوت کیوں حرام ہے؟

رشوت کے حرام ہونے کی اہم اور پہلی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں اس سے منع کیا گیا ہے، چنانچہ سورۂ بقرہ کی آیت ﴿۱۸۸﴾ میں ہے۔

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھاالی الحکام لتأکلوا فریقاً من اموال الناس بالا ثم و انتم تعلمون۔

اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاو اور نہ مال کو حاکموں کے پاس (رشوت کے طور پر) پہنچاو کہ لوگوں کے مال میں تھوڑا بہت (جو کچھ ہاتھ لگے) اس کو جان بوجھ کرنا جائز طور پر کھا جاؤ۔سورۂ نساء کی آیت﴿۲۹﴾ میں بھی یہی حکم دیا گیا۔

یایھا الذین امنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارة عن تراض منکم ولا تقتلوا انفسکم ان الله کان بکم رحیماً اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کھاو لیکن (مباح طور پر کھا سکتے ہو) مثلاً کوئی تجارت ہو جو باہمی رضا مندی سے واقع ہوتو مضائقہ نہیں اورتم ایک دوسرے کوقتل بھی مت کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر بڑے مہربان ہیں۔

اسلام نے مال کے حاصل کرنے کے جائز راستے بھی پیدا کئے ہیں جیسے تجارت ہے، ایک دوسرے کی چیز عاریتاً لینا ہے، یا اگر کوئی مال ہبہ کردے، یا صدقہ میں دیدے، یا میراث کے طور پر مل جائے، یا زراعت کے ذریعہ،صنعت وحرفت یا جائز ملازمت کے ذریعہ حاصل ہو، یہ ایسے راستے ہیں جن راستوں کو حلال اور پاکیزہ قرار دیا گیا ہے جبکہ یہ اسلام کے احکامات کے دائرہ میں حاصل ہو، اوراسلام نے مال کے حاصل کرنے کے ناجائز راستے بھی بتلائے ہیں کہ ان راستوں سے مال کا حاصل کرنا ناجائز اورحرام ہے اور ان راستوں سے حاصل کئے ہوئے مال کو ناپاک قرار دیا گیا۔

چوری کیا ہوا مال، ڈکیتی کے ذریعہ حاصل کیا ہوا مال، غصب کیا ہوا مال، سود اور جوے کے ذریعہ حاصل کیا ہوا مال، زبردستی اوراخلاقی دباؤ کے ذریعہ لیا ہوا مال اور دل کی ناراضگی سے لیا ہوا مال یہ سب ناجائز ذرائع ہیں، شریعت اس کو ناپاک مال قرار دیتی ہے۔

ایسے مال کا کھانا حرام ہے، اس لئے حرام ہے کہ ان تمام صورتوں میں جس سے مال لیا گیا اس پر ظلم ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ ایک آدمی کسی کا مال چوری کرے تو جس کا مال چوری کیا گیا وہ اس چوری سے خوش نہیں ہوگا؟ صاحب مال کی ناراضگی سے لیا ہوا مال ناجائز اور حرام ہوتا ہے، یہی معاملہ سود، جوے اور ڈکیتی میں ہوتا ہے اور رشوت میں بھی یہی صورت ہوتی ہے کہ آدمی دل کی رضامندی سے رشوت نہیں دیتا، وہ مجبور و بے بس ہوکر دیتا ہے، وہ اپنا کام نکالنے کیلئے دیتا ہے، اور اگر وہ خوشی سے دے تو اس رشوت سے پورے معاشرہ اور سماج پر ظلم

ہوتا ہے اس لئے کہ رشوت سے ظلم وفساد کی آگ بھڑکتی ہے، رشوت کی وجہ سے حقدار کو حق نہیں ملتا، رشوت کا جب بازار گرم ہوتا ہے تو حاکموں میں اپنی ذمہ داری سے منہ پھیرنے کی عادت پیدا ہوتی ہے اور ان میں اس وقت تک کام کرنے کی ہمت نہیں ہوتی جب تک ان کا ہاتھ گرم نہ کیا جائے، رشوت اس لئے حرام ہے کہ اس سے فریضہ کے انجام دینے کی اسپرٹ پیدا ہونے کے بجائے اپنے مفاد اور اپنی غرض حاصل کرنے کی اسپرٹ پیدا ہوتی ہے، رشوت اس لئے حرام ہے کہ اس کا چلن جب ہونے لگتا ہے تو خون پسینہ کی محنت سے کمایا ہوا غریبوں کا مال یوں ہی ہاتھ سے چلا جاتا ہے اور بغیر محنت ومشقت کے حاکموں کے جیبوں میں چلا جاتا ہے۔

رشوت اس لئے حرام ہے کہ اس سے عہدیداروں میں ذمہ داری کا احساس ختم ہو جاتا ہے اور بغیر محنت کے کھانے پینے کی عادت پڑ جاتی ہے، رشوت اس لئے حرام ہے کہ اس کی وجہ سے غریب اور زیادہ غریب، مجبور اور زیادہ مجبور، پریشان حال اور زیادہ پریشان، تنگدست اور زیادہ تنگدست بنتا ہے اور مال دار اور زیادہ مالدار، خوشحال اور زیادہ خوشحال بنتا چلا جاتا ہے۔

رشوت اس لئے حرام ہے کہ اس سے سماج میں محنت کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے ہر آدمی عہدیدار بننے اور حکمران بننے کی فکر میں سرگرداں رہتا ہے تاکہ اس کو بغیر محنت کے صرف قلم چلانے پر لاکھوں کروڑوں روپئے مل جائیں۔ رشوت سے انصاف کی دیواریں ٹوٹ جاتی ہیں اور ظلم وستم پروان چڑھتا ہے۔ رشوت اس لئے حرام ہے کہ رشوت لینے والا رشوت دینے والے کی جھوٹی باتوں کو سچی ثابت کرتا ہے اور سچ کو جھوٹ تبدیل کرنے کے ہنر کا مظاہرہ کرتا ہے اور یہ خود بہت بڑا جرم ہے۔ رشوت اس لئے حرام ہے کہ وہ بغیر کسی محنت کے لی جاتی ہے، اس لئے کہ عہدیدار پر لوگوں سے بغیر کچھ لئے کام کرنے کی ذمہ داری حکومت کی طرف سے ہوتی ہے، کوئی مجبور نادان اس لئے اس عہدیدار کو بطور رشوت دیتا ہے کہ رشوت دینے کی بنیاد پر ہی ہمارا کام جلد ہوگا، محض رشوت کی لالچ میں کسی مستحق کا کام موخر کرنا خیانت وبددیانتی ہے۔

رشوت باطل طریقہ ہے

جو لوگ بطورِ رشوت روپیہ پیسہ یا مال و دولت لیتے ہیں یہ مال حاصل کرنے کا حق طریقہ نہیں بلکہ باطل طریقہ ہے، اس لئے کہ مال حاصل کرنے کے کچھ معتبر طریقے ہیں اور کچھ غیر

معتبر طریقے ہیں، جیسے تجارت سے حاصل کیا ہوا طریقہ معتبر ہے اسی طرح زراعت، ملازمت، صنعت وحرفت اور محنت مزدوری سے حاصل کیا ہوا روپیہ معتبر طریقوں سے حاصل ہوتا ہے جبکہ رشوت ایک غیر معتبر طریقہ ہے اس لئے کہ معتبر طریقہ میں قابل لحاظ چیز کے عوض میں روپیہ پیسہ ملتا ہے اور غیر معتبر طریقہ میں نا قابل لحاظ چیز کے عوض میں روپیہ پیسہ ملتا ہے، رشوت میں یہی ہوتا ہے، صرف ایک آدمی کو ایک اعلیٰ حکمران سے ملا دینا یا صرف ایک عہدیدار سے سفارش کر دینا یا اس سلسلہ میں دوڑ دھوپ کرنا اور اس کے عوض میں روپیہ پیسہ حاصل کرنا نا قابل لحاظ عوض ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ دینے والا اپنی رضا مندی سے دے رہا ہے تو پھر اس میں حرج کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص دے رہا ہے وہ رضا مندی کا جھوٹا مظاہرہ کر رہا ہے، بہر حال رشوت کا مال لینا ایسے ہی ہے جیسے ڈکیتی کرنا یا چوری کرنا، دونوں کے حکم میں کوئی فرق نہیں یہ بھی حرام ہے اور وہ بھی حرام۔

رشوت خوری یہودیوں کی خصلت ہے

سورۂ مائدہ کی آیت ﴿۴۱ اور ۴۲﴾ میں یہودیوں کی بری خصلتوں کو بیان کیا گیا ہے، ان کی یہ خصلتیں بیان ہوئی ہیں کہ :

ومن الذین هادوا سمعون للکذب یحرفون الکلم عن مواضعه اکلون للسحت ۔ اور جو یہودی ہیں جھوٹ بولنے کیلئے جاسوسی کرتے ہیں، کلام الٰہی میں تحریف کرتے ہیں، اور سحت (رشوت) کھانے کے عادی ہیں، لفظ سحت کے اصل معنی کسی چیز کو جڑ بنیاد سے کھود کر برباد کر دینا، اور اسی سحت سے حضرت علیؓ حضرت ابراہیم نخعیؒ، حسن بصریؒ، حضرت مجاہدؒ، حضرت قتادہؓ اور حضرت ضحاکؒ وغیرہ مفسرین نے رشوت مراد لیا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ رشوت کو سحت کیوں کہا گیا جبکہ سحت کے معنی تو برباد کرنے کے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ رشوت ایک ایسی برائی ہے کہ اس سے ایک فرد کی نہیں بلکہ پوری ملت کی جڑ بنیاد سے برباد ہو جاتی ہے، اور یہی رشوت پورے اجتماعی امن کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔

اس آیت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ رشوت خوری یہودیوں کی عادت ہے اور جب

یہ خصلت و عادت یہودیوں کی ہے تو مسلمانوں کو اس برائی اور خصلت سے پرہیز کرنا چاہیئے، یہودی بڑی حد تک اس برائی میں مبتلا تھے وہ فیصلوں میں ناانصافی اس لئے کرتے تھے کہ کسی فریق سے بطور رشوت روپیہ پیسہ لیں، اس برائی نے اس قوم کے حالات کو بگاڑ کر رکھ دیا تھا، ان کے اندر اس ایک برائی نے سینکڑوں برائیاں پیدا کردی تھیں اس برائی کی وجہ سے ان میں حرص وہوس لالچ، کمینہ پن اور بے حیائی پیدا ہوگئی تھی، یہودیوں میں یہ عادت آج بھی ہے۔ چنانچہ یہودیوں کی سرپرستی میں چلنے والی عالمی کمپنیوں کے بڑے بڑے اعلیٰ حکام دنیا میں پھیلے ہوئے بڑے بڑے عہدیداروں اور بیوپاریوں کوطرح طرح سے رشوت دیتے ہیں اس رشوت کے ذریعہ وہ عالمی منڈی میں گری ہوئی گھٹیا چیزوں کو مارکیٹ میں عام کرتے ہیں۔

رشوت سے ملک کا قانون تباہ ہوجاتا ہے

یہ ایک حقیقت ہے کہ ملک کا نظام قوانین وضوابط کے دائرہ میں چلتا ہے، اور یہ قوانین وضوابط حکومت کی جانب سے رعایا کی سہولت کیلئے بنائے جاتے ہیں، ان قوانین و ضوابط کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ امیر وغریب، مرد وعورت، چھوٹے اور بڑے، سب کو اپنا اپنا حق برابر ملتا ہے، اور ہر ایک ان قوانین کو اپنے لئے راحت کا سبب تصور کرتا ہے، چنانچہ عوام وخواص ہر ایک ان قوانین کے پابند ہوتے ہیں جس کے نتیجہ میں کام کرنے میں آسانی بھی ہوتی ہے اور نظام بھی منظّم انداز میں چلتا ہے۔

لیکن جب کسی ملک یا محکمہ میں رشوت کا چلن عام ہوجاتا ہے، اور عہدیداروں کو حکومت کی طرف سے تنخواہ کیلئے روزانہ کی زائد آمدنی کا چسکہ اور مزہ لگ جاتا ہے اور تنخواہ سے زیادہ رشوت کی آمدنی عہدیداروں کو ملنے لگتی ہے بلکہ ایک مہینہ کی تنخواہ سے زیادہ روزانہ کی رشوت کی آمدنی ہونے لگتی ہے تو عہدیداروں کی بانچھیں کھل جاتی ہیں پھر مال و دولت کے لالچ میں وہ صرف اپنی دھن دولت کے جمع کرنے میں اس قدر مست ہوجاتے ہیں کہ ان کو کسی غریب اور حقدار کی مجبوری کا احساس تک نہیں ہوتا، چنانچہ حکومت کی طرف سے جو رعایتیں اور سہولتیں ہوتی ہیں رشوت کے عوض میں ان ساری رعایتوں اور سہولتوں کے وہی

حقدار ہوجاتے ہیں جنہوں نے عہدیداروں کے ہاتھ گرم کیئے اور رشوت کے طور پر نوٹوں کی گڈیاں پوشیدہ راہ سے دیدیں، ایسی صورت میں اس شخص کو حق سے زیادہ مل گیا بلکہ بہت زیادہ مل گیا جس نے عہدیدار کے ہاتھ گرم کردیئے اور اس شخص کو جس نے رشوت نہ دی اتنا بھی نہ ملا جتنا اس کا حق تھا، ظاہر ہے کہ اس سے ظلم و بربریت کا سلسلہ چل پڑے گا اور قوانین معطل ہوجائیں گے اور رعایا کی ناراضگی اور مایوسی سے ملک تباہ و برباد ہوجائے گا۔

قانون ساز خود قانون شکن ہوتے ہیں

ہمارے ملک ہندوستان اور اس ملک جیسے سینکڑوں ملک ایسے ہیں جہاں قانون ساز (قانون بنانے والے) ایسے مجرم ہوتے ہیں کہ وہ خود قانون شکن (قانون توڑنے والے) ہوتے ہیں۔

ہمارے ہندوستان کی عوام جس قدر رشوت خور ہے اس سے بڑھ کر ہمارے ہندوستان کے حکمران عہدیدار رشوت خور ہیں، جو عہدیدار جس قدر بڑے عہدے پر ہے اسی قدر اس کو زائد آمدنی (رشوت)، ہندوستان کے جتنے محکمے ہیں یہ سارے محکمے اس برائی کا شکار ہیں، کوئی محکمہ ایسا نہیں جو اس داغ سے پاک ہو، اور ہر محکمہ میں چپراسی سے رشوت کا آغاز ہے۔

یہاں کے ہر محکمہ کے دروازے (چپراسی) سے ہی رشوت کا دروازہ کھلتا ہے، بلکہ محکمہ کا دروازہ کھلنے سے پہلے رشوت کا دروازہ کھلتا ہے، پھر اس کے بعد ہر ایک کے پوسٹ کے لحاظ سے اس کی رشوت کا معیار ہے، جس طرح تنخواہوں کا معیار اس کی تعلیم اور اس کے پوسٹ کی بنیاد پر ہے اسی طرح رشوت کا بھی معیار اس کے پوسٹ اور دبدبہ کی بنیاد پر ہے۔

ہمارے ملک میں رشوت لینے اور دینے کا ایسا ماحول بنا ہوا ہے کہ یہ جرم اب تو علی الا علان ہورہا ہے، ''اس حمام میں سارے ننگے'' کے مصداق ہر عہدیدار کو کام سے زیادہ اس بات کی فکر ہے کہ کس سے کیسے لیا جائے؟، چائے پینے کے بہانے عہدیدار اس شخص کے ساتھ دفتر سے باہر نکلتے ہیں جو اپنا کام بنانے کیلئے آیا ہے چائے نوشی اور سگریٹ نوشی اور پان خوری کے بعد ایک مصافحہ ہوتا ہے جس میں رشوت کی رقم پوشیدہ ہوتی ہے، اور اشاروں میں لینے والا سب سمجھ جاتا ہے کہ اس مصافحہ میں کیا ہے، پہلے لوگ بند مٹھی صدقہ

وخیرات کرتے تھے اب بند مٹھی عہدیداروں کو رشوت دی جاتی ہے۔

آج کل رشوت علاء الدین کے چراغ کا کام کررہی ہے، ہراَن ہونی اور ناممکن کام بھی رشوت کے جادو سے ممکن ہوجاتا ہے۔

رشوت کی طاقت

آج کل سب سے بڑی طاقت جس کی بنیاد پر آدمی اپنے جائز اور ناجائز امور کی تکمیل کرلیتا ہے وہ ہے رشوت کی طاقت، یہی وہ طاقت ہے جس کے زور سے قانون کو لات مار کر ایسے علاقوں میں ایسی فیکٹریاں قائم کرلی جاتی ہیں جن فیکٹریوں کا وجود ان علاقوں میں آباد لوگوں کیلئے دردِ سر اور جان لیوا ہوتا ہے، یہی وہ طاقت ہے جس سے سارے اصول کو بالائے طاق رکھ کر اپنی دکانیں پھیلالی جاتی ہیں جن کی وسعت و پھیلاو کی قانون میں کہیں گنجائش نہیں ہوتی۔

- یہی وہ طاقت ہے جس کے ذریعہ فٹ پاتھوں کو باقاعدہ دکانوں کی شکل دی جاتی ہے اور راہ گیروں کو سڑک پر چلنا پڑتا ہے۔
- یہی وہ طاقت ہے جس کے بل بوتے پر نااہل لوگ بڑے بڑے عہدوں پر براجمان ہوتے ہیں اور ان سے ان محکموں کو سوائے نقصان کے اور کچھ نہیں ملتا۔
- یہی وہ طاقت ہے جس کے زور سے سیاسی قوت پیدا کرلی جاتی ہے اور اپنی ایک بڑی جماعت تیار کرلیجاتی ہے جو موافقت میں نعرے بازی کرسکے اور ان کی حمایت میں ہڑتال کرسکے۔
- یہی وہ طاقت ہے جس کے زور سے لاکھوں کا برقی بل ہزاروں میں اور ہزاروں کا برقی بل سینکڑوں میں سکڑ جاتا ہے، اوران سارے اخراجات کا بوجھ کمزور رعایا پر پڑتا ہے۔
- یہی وہ طاقت ہے جس کے زور سے دشمنوں کو شکست دی جاتی ہے۔
- یہی وہ طاقت ہے جس کے زور سے دوسروں کی جائیداد پر ناجائز قبضے ہوتے ہیں۔
- یہی وہ طاقت ہے جس کے زور سے پولس کی حمایت حاصل کی جاتی ہے۔
- یہی وہ طاقت ہے جس کے زور سے کرایہ کے قاتل پالے جاتے ہیں اور کرایہ کے پالتو غنڈے رکھے جاتے ہیں۔

- یہی وہ طاقت ہے جس کے زور سے چور اپنی چوری کو پیشہ بنالیتا ہے پھر اس کا وہ معمول بن جاتا ہے۔

بنی اسرائیل کے حاکموں کی رشوت

حضرت حسنؒ سے یہ بات نقل کی گئی ہے کہ بنی اسرائیل کے حاکموں کا یہ حال تھا کہ جب کوئی شخص اپنا کام لے کر ان کے پاس آتا تو آنے والا رشوت کی رقم اپنی آستین میں چھپالیتا تھا، اور اس حاکم سے بات کرتا تھا اور دوران گفتگو حاکم کی توجہ آستین کی طرف مبذول کرتا جب حاکم اس رشوت کی رقم کی طرف دیکھتا تو یہ اشارتاً اپنی ضرورت کا اظہار کرتا، اب حاکم کے دل میں لالچ اور حرص پیدا ہوتی اور وہ اس رقم کو حاصل کرنے کی خاطر حق اور ناحق کو بالائے طاق رکھ کر آنے والا کا کام مکمل کردے گا۔

بنی اسرائیل کے ان حاکموں کے ہاں حق اور ناحق کی بنیاد پر دو گروہوں یا دونوں فریق کے درمیان فیصلہ نہیں ہوتا تھا بلکہ جو رشوت دیتا تھا اس کے حق میں فیصلہ کردیا جاتا تھا۔

رشوت لینے والے کی بھوک مٹتی نہیں

جس آدمی میں رشوت کھانے کی عادت پڑ جاتی ہے اور بغیر محنت کے بے حساب مال و دولت آنے لگتا ہے تو ایسے شخص میں سب سے پہلے دنیا کی حرص اور لالچ بڑھ جاتی ہے گویا اس کے دل و دماغ میں حرص اور لالچ کا نشہ چڑھ جاتا ہے، اس نشہ میں وہ ایسا مست ہوجاتا ہے کہ مال و دولت کا انبار جمع ہوجانے کے باوجود وہ رشوت لینے کا سلسلہ ختم نہیں کرتا، اس کی یہ بھوک کبھی نہیں مٹتی ، جیسے شرابی کو شراب کی لت لگ جاتی ہے اسی طرح رشوت خور کو بھی ایک لت لگ جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ رشوت لینے کی وجہ سے کئی بار رسوا اور ذلیل ہوتا ہے مگر اس سلسلہ کو نہیں چھوڑتا، رشوت لینے کی لذت میں اس قدر مست رہتا ہے کہ کئی مرتبہ کی گرفتاری اور رسوائی اس کو اس برائی سے باز نہیں رکھتی، وہ جب رشوت کے جرم میں گرفتار ہوتا ہے تو اپنی گرفتاری سے بچنے کیلئے رشوت دیتا ہے اور رہائی پالیتا ہے اور اس رہائی کے بعد پھر وہی رشوت لینے کا سلسلہ رکھتا ہے، رشوت کے جرم ہونے کی عقلی دلیل یہی ہے کہ رشوت لینے والا رشوت چھپتے چھپاتے لیتا ہے، اگر یہ جرم

نہیں ہے تو پھر علانیہ کیوں نہیں لیتا ؟ اور رشوت خور جب رشوت کا عادی ہو جاتا ہے تو اس کے اندر سے مروت اور شرافت چلی جاتی ہے وہ رشوت لیتے ہوئے نہ کسی کی معذوری و مجبوری کو دیکھتا ہے اور نہ کسی کی پریشانی اور تکلیف کو دیکھتا ہے، اس کی نگاہ تو صرف اپنی مراد پوری کرنے پر ٹکی ہوئی ہوتی ہے۔

رشوت خور کیلئے دوزخ کی آگ

جو لوگ بڑے اطمینان سے رشوت کا مال بڑی بے دردی کے ساتھ خرچ کرتے ہیں اور مرغن قیمتی غذائیں کھا کھا کر یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری پانچوں انگلیاں گھی میں ہیں اور بلاخوف وخطر رشوت لینے میں شب و روز مصروف ہیں اگر ان کے دل میں قرآن مجید کی آیات اور نبی رحمت ﷺ کے ارشادات پر ایمان و یقین ہو تو وہ ہرگز رشوت کا مال نہیں کھائیں گے اس لئے کہ رشوت کے مال سے پلا ہوا جسم جنت میں نہیں بلکہ دوزخ میں جائے گا، یہی وجہ ہے کہ ابن جریرؒ نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کل لحم انبته السحت فالنار اولی به قیل یا رسول الله وما السحت قال الرشوة فی الحکم ۔ گوشت کا جو ٹکڑا ''سحت'' سے پلے دوزخ کی آگ اس کیلئے زیادہ موزوں ہے آپ ﷺ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ! سحت کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا فیصلہ دینے میں رشوت لینا حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے منقول ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: **الراشی و المرتشی فی النار** رشوت لینے اور دینے والے دونوں جہنمی ہیں (مجمع الزوائد)۔ وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے کوئی سرکاری عہدہ سے نوازا ہو اور وہ لوگ حکومت کی طرف سے مقررہ کام کے کرنے میں لوگوں سے رشوت لیتے ہوں اور اسی سے اپنی ضرورتوں کی تکمیل کرتے ہوں اور کھاتے پیتے اور اونچے اونچے محلات بناتے ہوں وہ لوگ آج تو بڑے مزے میں معلوم ہوتے ہیں اور لوگ بھی یوں سمجھتے ہیں کہ کس قدر خوش نصیب آدمی ہے کہ چاروں طرف سے آمدنی ہی آمدنی ہے لیکن ایک مومن کی نگاہ ایسے شخص کو دیکھ کر یہی کہے گی کہ کیسا بدنصیب آدمی ہے کہ چند روزہ زندگی کا آرام

تو اس کونصیب ہے مگر اس کی ہمیشہ کی زندگی تو بڑی ہی دردناک اور المناک ہے کہ ایسے شخص کا تو دوزخ کی آگ انتظار کر رہی ہے۔

حکومت کے یہ عہدیدار جو اپنے مرتبہ اور عہدہ کی آڑ میں لوگوں کا مال ناجائز طریقہ سے کھا رہے ہیں اگر ان کے دل میں آخرت پر ذرہ برابر بھی ایمان ہوتو انہیں اپنے اس برے عمل سے باز آنا چاہئے اور دوزخ کی آگ سے بچنے کیلئے بقیہ زندگی کیلئے توبہ کر لینا چاہئے اور رشوت سے پرہیز کرنے کا عہد کر لینا چاہئے۔

اوپر کی آمدنی پر فخر کرنے والو!

سرکاری محکموں میں وہ محکمے جہاں رشوت زیادہ چلتی ہولوگ ایسے محکموں میں ملازمت حاصل کرنے کی زیادہ کوشش کرتے ہیں اور ایسے محکموں میں ملازمت حاصل کرنے کیلئے عہدہ کے اعتبار سے پرکشش رشوت بھی انہیں دینی پڑتی ہے تو دینے کیلئے تیار ہوتے ہیں اس لئے کہ انہیں یقین رہتا ہے کہ آج اگر دس لاکھ روپئے دے کر یہ عہدہ حاصل کریں گے تو دو چار سال میں اس کا دس گنا زیادہ حاصل کرسکیں گے، ملازمت کے حصول میں جتنے اخراجات بطورِ رشوت ہوتے تھے ان کی پابجائی کیلئے ملازمت ملتے ہی رشوت لینے کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے، چند مہینوں میں اصل حاصل ہوجاتا ہے اب نفع کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اب گھر کے کھانے پینے اور رہنے سہنے کا معیار رشوت کے بقدر بڑھنے لگتا ہے، بیٹے رشوت کا مال لے کر گھر تشریف لا رہے ہیں اور ابا جان لوگوں سے یوں کہہ رہے ہیں اللہ کے فصل سے بیٹے کو ایسی نوکری مل گئی ہے کہ تنخواہ سے زیادہ اوپر کی آمدنی مل جاتی ہے، اللہ میاں کا فضل ہے صاحب، بس اسی کی مہربانی ہے، **نعوذ باللہ من ذالک** رشوت کا مال حاصل کرنا، غریبوں، محتاجوں، اور مجبوروں کا خون چوسنا اور ایسے مال کو اللہ کے فضل سے جوڑنا یقیناً جرم بالائے جرم اور گناہ در گناہ ہے، رشوت کے مال سے ترقی کرنے والے، بلند بلند عمارتیں بنانے والے، خوبصورت فرنیچر رکھنے والے، سبز قالین بچھانے والے، بیٹیوں کی شادی میں بے تحاشہ خرچ کر کے شیطان کے بھائی بننے والے، داماد کو جوڑے کی رقم کے عنوان پر بھیک دینے والے یہ ایسے لوگ ہیں جن کا ظاہر بڑا اچھا معلوم ہو رہا ہے لیکن ان کے مال و دولت

کے پیچھے کتنے مظلوموں کی آہ ہے اور کتنے بیچاروں اور مجبوروں کا خون ہے؟۔

رشوت کے ذریعہ مال و دولت کے خزانے جمع کرنے والے قابل فخر کارنامہ انجام دینے والے نہیں ہیں بلکہ وہ معاشرہ کیلئے ایک داغ ہیں، یہ لوگ خدا کی رحمتوں اور برکتوں سے محروم ہیں، دلی سکون اور طمانیت سے محروم ہیں۔

رشوت خور کسی نہ کسی بلا اور آفت کا شکار رہتے ہیں، ان کے گھروں میں بے انتہا دولت ضرور ہوتی ہے لیکن اسی کے ساتھ ساتھ ان کے ہاں پریشانیاں، مصیبتیں، بے چینی، اضطراب، دکھ درد اور رنج والم کے سلسلے چلتے رہتے ہیں۔

علماء اور مشائخ رشوت خوروں کو رشوت سے روکیں

اُمت کا ایک طبقہ ایسا ہے جو پوری اُمت کے افراد کیلئے نمونہ ہوتا ہے ان علماء و مشائخ کا قول وعمل پورے عوام کیلئے رہنما ہوتا ہے ان علماء ومشائخ کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے متعلقین کو برائیوں سے روکیں اور بھلائیوں کا حکم دیں، لیکن یہ بڑے دکھ اور المیہ کی بات ہے کہ بہت سے مشائخین اور علماء محض خوف یا لالچ کی وجہ سے بڑے عہدیداروں اور بڑے تاجروں کو برائیوں سے نہیں روکتے، ان کے ذہن میں یہ بات ہوتی ہے کہ اگر ہم ان کو کسی برائی سے روکیں گے تو یہ ہم سے دور ہوجائیں گے، پھر ہمارے ساتھ ان کا جو رویہ داد و دہش، عطا وبخشش اور تحفے تحائف کا ہے وہ بند ہوجائے گا، اسی خوف اور لالچ کی وجہ سے وہ اس وقت بھی خاموش اور انجان بنے رہتے ہیں جبکہ وہ دیکھتے ہیں کہ فلاں علی الاعلان گناہ کررہا ہے اور برائی میں مبتلا ہے۔

یہاں ہر ایک کو یہ بات ذہن میں رکھنا چاہئے کہ سارے علماء اور سارے مشائخین ایسے نہیں ہوتے بلکہ بعض علماء اور بعض مشائخین کا یہ حال ہے ورنہ آج بھی اللہ کے فضل و کرم سے ایسے علماء اور ایسے مشائخین زندہ ہیں (اللہ ان کی عمروں کو دراز فرمائے) جو بغیر کسی خوف و لالچ کے حق بات کو ببانگ دہل کہتے ہیں اور جب بھی وہ کسی شخص کو بُرا عمل کرتا ہوا دیکھتے ہیں تو تنبیہ کرتے ہیں یہ اور بات ہے کہ ہر ایک کا انداز جدا جدا ہوتا ہے مگر بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے سے وہ کبھی نہیں ہچکچاتے۔ ایسے علماء اور مشائخین تو

یقیناً قابلِ قدر اور لائق تحسین ہیں۔ مگر وہ علماء و مشائخین جن کو صرف دولت بٹورنے کی دھن رہتی ہے وہ بڑے بڑے عہدیداروں اور بڑے بڑے تاجروں کے سامنے چاپلوسی کرتے ہیں، ان کی ہاں میں ہاں ملا کر اللہ کو ناراض اور ان مالداروں کو اور ان کے دوست شیطان کو راضی کرتے ہیں اور دنیوی عارضی نفع کے خاطر اخروی ابدی نقصان کے حاصل کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ یقیناً لائقِ مذمت و ملامت ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے ایسے ہی علماء و مشائخین کی مذمت سورۂ مائدہ کی آیت ﴿۶۲اور۶۳﴾ میں کی ہے۔ **وتری کثیرا منهم یسارعون فی الا ثم والعدوان واکلهم السحت لبئس ما کانوا یصنعون لولا ینهٰهم الربنیون والا حبار عن قولهم الا ثم و اکلهم السحت لبئس ما کانوا یضعون۔**

اور آپ ان یہودیوں میں بہت آدمی ایسے دیکھتے ہیں جو دوڑ دوڑ کر گناہ ظلم اور حرام مال کھانے پر گرتے ہیں واقعی ان کے یہ کام بُرے ہیں یہ تو عوام کا حال تھا آگے خواص کا حال یہ ہے کہ ان کے مشائخ اور علماء گناہ کی بات کہنے سے اور حرام مال کھانے سے لوگوں کو کیوں منع نہیں کرتے؟ واقعی ان کی یہ عادت بُری ہے۔

اس آیت میں جو دو الفاظ استعمال ہوئے ہیں ربانیوں اور احبار ان دونوں الفاظ سے مراد یہود کے مشائخ اور علماء ہیں، اس لئے کہ ربانیین کے معنی درویش، پیر، یا مشائخ کے ہیں اور احبار سے علماء مراد ہیں۔ اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ مشائخین اور علماء کی یہ بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام الناس کو بھلائی کا حکم دیتے رہیں اور برائی سے روکتے ہیں، اس آیت میں ان دونوں طبقوں کو تنبیہ کی گئی ہے اور بطورِ خاص بری بات کہنے اور رشوت کھانے سے منع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

مشائخین اور علماء کی قدر و قیمت

اس فتنہ اور آزمائش کے دور میں بھی اور فیشن پرست زمانہ میں بھی عوام میں مشائخین اور علماء کی بڑی قدر ہے، عوام اپنے دنیوی و اخروی مسائل و مصائب میں عموماً انہی سے رجوع ہوتے ہیں، اور ان سے متعلق دلوں میں آج بھی ان کی عظمت اور ان کا احترام ہے اور عوام

ان سے نیک توقعات اور بلند اُمیدیں رکھتے ہیں، ایسی صورت میں ان علماء ومشائخ کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کہ وہ اس موقع سے فائدہ اٹھائیں اور ان عوام کی صحیح رہبری کریں، اور انہیں سیدھی راہ دکھلائیں اور انہیں دنیا پرستی اور دولت پرستی میں اور زیادہ مبتلا کرنے کے بجائے ان میں خدا پرستی اور آخرت کا خوف پیدا کریں، ایسا نہیں ہوگا کہ عوام ان کی نصیحتوں کو رد کردیں گے اور ان کی بات کو تسلیم نہ کریں گے بلکہ وہ ان کی باتوں کو ضرور تسلیم کریں گے، یقیناً ایک قابل لحاظ طبقہ ان کی باتوں کو تسلیم کرتا ہے، ان کی نصیحتوں کو مانتا ہے اور ان کی اتباع واطاعت کرنے کا ارادہ اور عزم رکھتا ہے، ایسی صورت میں اگر علماء ومشائخ اس معاملہ میں ان کی صحیح رہنمائی کریں اور بھلائی کا حکم دینے کی ضرورت پڑے تو بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکنے کا موقع آجائے تو برائی سے روکیں تو ایسی بات نہیں ہے کہ اس سے علماء ومشائخین سے یہ عوام دور ہوجائیں گے بلکہ اس تنبیہ کا نتیجہ مثبت نکلے گا ان کے دل میں اور زیادہ عظمت بیٹھے گی اور وہ اور زیادہ قدر کی نگاہوں سے دیکھیں گے۔

اگر نفرت کا اظہار کردیں تو!

آج ساٹھ ستر فیصد سرکاری ملازمین رشوت لینے کے عادی ہیں اور اسی نوے فیصد تاجر حضرات سودی کاروبار میں مبتلا ہیں اس صورت حال سے ان تمام عہدیداروں اور تاجروں کے متعلقہ علماء اور مشائخین بخوبی واقف ہیں، ایسی صورت میں اگر یہ علماء اور مشائخین ان رشوت خور عہدیداروں اور سودخور تاجروں سے برابر تعلق رکھیں اور ان کے اس عمل سے نفرت کا اظہار ہی نہ کریں اور ان کی آمدنی میں کا ایک حصہ بطور ہدیہ یا تحفہ لینے سے گریز نہ کریں اور ان کی دعوتوں میں معزز مہمان بن کر جانے سے احتیاط نہ کریں بلکہ ان کے اس برے عمل پر عملاً شاباشی بھی دیں تو ایسی صورت میں ان رشوت خوروں کی اصلاح کیسے ممکن ہے؟ جب تحقیق سے انہیں یہ بات معلوم ہے کہ جس کے ہاں ان کو مدعو کیا گیا ہے وہ سودی کاروبار کرتا ہے یا اس کی رشوت کے واقعات مشہور ہیں اور اس کی زندگی کے معیار اور شاہی خرچوں سے خود یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ رشوت کے بغیر ایسی شاہ خرچی اور نوابی ناممکن ہے تو پھر ایسی صورت میں ان مشائخین اور علماء کیلئے یہ کیسے جائز ہے کہ وہ ان کی ہر خوشی میں فرد خاندان کی

طرح شریک ہوں؟ یہودیوں کے علماء ومشائخین کی اس حرکت کو اللہ تعالیٰ نے بُری عادت قرار دیا کہ یہ یہودیوں کی جھوٹی باتوں کو سن کر کچھ نہیں کہتے تھے اور ان کو رشوت خوری سے منع بھی نہیں کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان مشائخین اور علماء کی اس عادت کو بری عادت قرار دیا۔

اس لئے علماء اور مشائخین اپنا فریضہ محسوس کریں، محض اپنے تقدس اور اپنے وقار کو محفوظ رکھنے کیلئے ان مالداروں اور عہدیداروں کی جی حضوری نہ کریں۔عزت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے کسی مالدار یا عہدیدار کے ہاتھ میں نہیں ہے۔

برائیوں سے نہ روکنے کا انجام

اگر علماء اور مشائخین ان برائیوں پر تنبیہ کرنے کے بجائے خاموشی اختیار کر لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے ہمارا کیا تعلق ہے تو پھر جب ان برائیوں پر کوئی آفت آئے گی تو اس آفت کی زد میں یہ مشائخین وعلماء بھی آسکتے ہیں، حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو حکم دیا کہ فلاں بستی کو تباہ کر دو فرشتوں نے عرض کیا اس بستی میں تو آپ کا فلاں عبادت گزار بندہ بھی ہے حکم ہوا کہ اس کو بھی عذاب چکھاو کیونکہ ہماری نافرمانیوں اور گناہوں کو دیکھ کر اس کو بھی غصہ نہیں آیا اور اس کا چہرہ غصہ سے کبھی متغیر نہیں ہوا۔

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہیں کہ کسی اللہ والے کو لوگوں کے اس برے عمل سے کس قدر غصہ آنا چاہئے اور اس عمل سے کس قدر نفرت رہنا چاہئے۔

حضرت یوشع بن نون علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ آپ کی قوم کے ایک لاکھ آدمی عذاب سے ہلاک کئے جائیں گے جن میں چالیس ہزار نیک لوگ ہیں اور ساٹھ ہزار بدعمل، حضرت یوشعؑ نے عرض کیا کہ رب العالمین بدکرداروں کی ہلاکت کی وجہ تو ظاہر ہے لیکن نیک لوگوں کو کیوں ہلاک کیا جارہا ہے؟ تو ارشاد ہوا کہ یہ نیک لوگ بھی ان بدکرداروں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھتے تھے ان کے ساتھ کھانے پینے اور ہنسی دل لگی میں شریک رہتے تھے میری نافرمانیاں اور گناہ دیکھ کر کبھی ان کے چہروں پر کوئی ناگوری کا اثر تک نہ آیا۔

ان تمام باتوں پر غور کریں تو شاید یہ بات سمجھ میں آجائے کہ آج ہم میں کیوں اتنا ایمان اور یقین نہیں کہ ہم صاف طور پر کسی رشوت خور کی ہمنشینی کا بائیکاٹ کر دیں کہ

بھائی! ہمارا تمہارے ساتھ رہنا مشکل ہے اس لئے کہ تم رشوت خور ہو، تم اس گناہ کو چھوڑ دو پھر ہم تمہارے ساتھ رہیں گے، آج اس جرأت اور بے باکی کی شدید ضرورت ہے، اس سلسلہ میں عوام کے ایک طبقہ کی خامی بھی ہے وہ یہ کہ اگر مشائخین و علماء میں سے کوئی ایک پوری طرح ان برائیوں اور گناہوں سے بچنے کا ارادہ لے کر اٹھتا ہے اور ببانگ دہل وہ اس برائی سے نفرت کا اظہار کرتا ہے تو ایک نادان طبقہ ان پر کیچڑ اچھالتا ہے اور ان کو برا بھلا کہتا ہے اور ان کی توہین و تذلیل کرنے میں زبان درازی کرنے لگ جاتا ہے اس طبقہ کی نادانی کی وجہ سے ایسے علماء و مشائخین کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں، اور وہ اپنی بساط کے بقدر بولتے ہیں اور جب ان کی بات مانی نہیں جاتی تو خاموشی اختیار کر لیتے ہیں اور دل میں اس عمل کو بُرا سمجھ کر ان سے علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں۔

رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت

قدرت کا ایک قانون یہ بھی ہے کہ نیک کام کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوتی ہیں جس کے نتیجہ میں ایسا شخص مطمئن اور پرسکون زندگی گزارتا ہے اور اس کے مقابلہ میں برے کام کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنتیں اور اس کا غضب اترتا ہے جس کے نتیجہ میں ایسا شخص مصائب کا شکار اور الجھنوں سے دوچار رہتا ہے ایسا شخص دلی سکون اور اطمینان سے محروم رہتا ہے انہی برے اعمال میں ایک رشوت بھی ہے جس کے بارے میں احادیث میں وضاحت سے یہ بات ملتی ہے کہ آپ ﷺ نے رشوت لینے اور دینے والے پر اللہ کی لعنت فرمائی ہے۔ چنانچہ طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا لعن اللہ الراشی و المرتشی رشوت لینے اور دینے والے پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔ اس نکتہ پر بھی غور کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت جائز اور حلال امور کے اختیار کرنے پر نہیں ہوتی بلکہ ناجائز اور حرام امور کے ارتکاب پر ہوتی ہے، جب آپ ﷺ نے رشوت لینے اور دینے پر اللہ کی لعنت کی خبر دی تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ رشوت حرام ہے اگر رشوت لینا حلال ہوتا تو پھر آپ ﷺ یہ نہ فرماتے کہ رشوت لینے اور دینے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔

عبدالرزاق اور ابوسعید نقاشؒ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے نقل کیا ہے کہ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا: **لعن اللہ الاکل والمطعم الرشوۃ** اللہ تعالیٰ نے رشوت کھانے اور کھلانے والے پر لعنت کی ہے (کنز العمال: جلد۶ صفحہ:۶۰)

فیصلہ کرنے کیلئے رشوت لینے والے پر لعنت

ایسے عہدیدار جن کے سپرد حکومت کسی محکمہ کے پورے اختیارات کردیتی ہے اور ان عہدیداروں کو اپنے محکمہ میں ملازمین کی ضرورت پڑتی ہے تو اس عہدیدار کا فریضہ یہ ہے کہ وہ اصول وضوابط کی روشنی میں جو جس ملازمت کا اہل اور مستحق ہو اس کو وہ ملازمت دیدے اس لئے کہ یہ اس کا اپنا کام ہے اگر اس فریضہ کی ادائیگی کے بجائے یہ عہدیدار کسی بھی آدمی کو اس محکمہ میں ملازمت دینے کیلئے اہلیت وصلاحیت کو بنیاد بنانے کے بجائے رشوت کو بنیاد بنائے اور جو امیدوار جتنی زیادہ رقم بطورِ رشوت دے اس کو ملازمت دے تو یہ حکومت کے ساتھ غداری ہے اور مستحق اور اہلیت رکھنے والے امیدواروں کے ساتھ ظلم ہے اور جس امیدوار کی ملازمت کا فیصلہ اس عہدیدار نے کیا ہے اور اس فیصلہ کے عوض جتنی رقم اس امیدوار سے ملی ہے وہ رشوت میں داخل ہے اور فیصلہ میں رشوت لینا اور دینا ایسا گناہ ہے کہ جس پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہے، چنانچہ طبرانی نے حضرت ام سلمہؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **لعن اللہ الراشی والمرتشی فی الحکم** اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کے سلسلہ میں رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت فرمائی ہے، عموماً لوگ رشوت لینے والے کو مجرم سمجھتے ہیں اور رشوت دینے والے کو مجبور ومظلوم سمجھتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ بیچارے کو اس ملازمت کے حاصل کرنے کیلئے ایک لاکھ روپئے دینے پڑے، اس نے ایک لاکھ روپئے دے کر جو ملازمت حاصل کی ہے یہ بیچارہ نہیں ہے بلکہ یہ خود بھی ظالم ہے اس لئے کہ اگر یہ رشوت کی رقم نہ دیتا تو یہ ملازمت اس شخص کا حصہ تھی جو اس ملازمت کا اہل اور مستحق تھا، جو جس عہدہ کا مستحق تھا اس کے اس حق سے محروم کرنے میں اس شخص کا پورا پورا ہاتھ ہے جس نے رشوت کی رقم دی ہے، اگر رشوت دینے

والے اپنا ہاتھ روک لیں اور رشوت دینا بند کر دیں تو پھر رشوت لینے والا کس سے رشوت لے گا، اور اگر سارے لوگ رشوت نہ دینے کا عزم کرلیں اور اس بات کا بھرپور احتجاج کریں کہ ملازمت اس کو ملنی چاہئے جس میں صلاحیت اور اہلیت ہوتو ظاہر ہے کہ انصاف کا چلن عام ہوگا، نہ رشوت لینے والا ظالم ٹھہرے گا اور نہ رشوت دینے والا۔

فیصلوں میں رشوت کے سلسلہ میں طبرانی کی روایت ملاحظہ فرمایئے حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا میری اس تھیلی میں ایک ایسی روایت ہے کہ اگر میں اسے تمہارے سامنے بیان کردوں تو تم مجھے سنگسار کرڈلو، پھر حضرت ابو ہریرہؓ نے عرض کیا اے اللہ! مجھے سن ساٹھ (۶۰) کے پہلے سال میں نہ پہنونچانا، کسی نے عرض کیا ساٹھ کا پہلا سال کیا ہے؟ حضرت ابو ہریرہؓ نے عرض کیا۔

جب چھوٹے بچوں کی امارت قائم ہوگی، فیصلے بیچ دیئے جائیں گے، کثرت سے شرطیں لگائی جائیں گی، جان پہچان کی وجہ سے گواہی دی جائے گی، لوگ امانت کو مال غنیمت سمجھیں گے، صدقہ اور خیرات کو تاوان سمجھیں گے، اور ایسا گروہ پیدا ہوگا جو قرآن کریم کو بانسری بنا ڈالے گا۔ (مجمع الزوائد)

حضرت ابو ہریرہؓ کی اس روایت سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آج یہ روایت کس قدر صادق آرہی ہے، ان میں سے کونسی برائی آج عروج پر نہیں ہے، ان برائیوں کا بازار گرم ترین ہے، صلاحیت کی بنیاد پر بادشاہت وامارت کے بجائے نسب، نسبت، تعلقات اور غنڈہ گردی کی بنیاد پر بادشاہت امارت قائم ہورہی ہے، اور فیصلے بیچ دیئے جارہے ہیں یعنی ہر اہم فیصلہ کے پیچھے رشوت جھانک رہی ہے، اور رشوت کے بغیر کسی مستحق کو اس کا حق ملنا ناممکن بنالیا گیا ہے،، اب رشوت کے جرم ہونے کا احساس ہی ختم ہوگیا ہے بلکہ وہ ہر ایک کی ضرورت بن گئی ہے۔

کثرت سے شرطیں لگائی جارہی ہیں اور ان شرطوں کو جوئے کی شکل دی گئی ہے، کھیل کود میں، تجارت میں، آپسی معاملات میں، اخبارات کی تشہیر میں، ہر جگہ شرطیں ہی شرطیں ہیں، جھوٹی گواہیوں کا چلن عام ہے، اپنی دوستی کو برقرار رکھنے اور تعلقات کو قائم رکھنے اور اپنے یاروں کو خوش رکھنے کی خاطر تحریراً اور تقریراً جھوٹی گواہی دینا معیوب ہی نہ رہا، یہ اور اس

قسم کی برائیاں عام ہوچکی ہیں۔

رشوت لینے والا جنت سے محروم

جولوگ کسی معاملہ میں فیصلہ کرنے کیلئے کسی فریق کورشوت دینے پر دباؤ ڈالتے ہیں اور اس دباؤ کی وجہ سے وہ فریق رشوت دیتا ہے اور فیصلہ کرنے والا رشوت لیتا ہے تو وقتی طور پر تو رشوت لینے والا نفع بخش سودا کرنے والا محسوس ہورہا ہے لیکن یہ شخص ایسا محروم القسمت ہے کہ دنیا کے چندروزہ عیش وآرام کی خاطر اپنی آخرت کی ابدی زندگی کی راحت سے محروم ہورہا ہے اس لئے کہ یہی رشوت اس شخص اور جنت کے درمیان آڑ بن جائے گی۔ چنانچہ حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: **من اخذ الرشوۃ فی الحکم کانت ستراً بینہ وبین الجنۃ۔** جس نے فیصلہ کیلئے رشوت لی وہ رشوت اس کے اور جنت کے درمیان حائل (آڑ) ہوجائے گی (کنزالعمال، جلد۶۔صفحہ۶۰)

رشوت لینے والے اس حدیث کے پڑھنے کے بعد خود ہی فیصلہ کرلیں کہ انہیں دنیا کی چندروزہ راحت پسند ہے یا آخرت کی ہمیشہ کی تکلیف؟ کون عقلمند ہوگا جو جنت سے محرومی کو پسند کرے گا؟۔

رشوت خور کا رعب ختم ہوجاتا ہے

ہم اپنے تجربہ اور مشاہدہ سے اس حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں کہ ایک ایسا عہدیدار جو اپنے عہدہ پر فائز ہونے کے بعد صرف اپنی ذمہ داریاں پوری کرتا ہے، اور اپنی اس ذمہ داری کے ادا کرتے ہوئے اس محکمہ سے جو معاوضہ یا تنخواہ ملتی ہے اسی پر وہ اکتفا کرتا ہے اور حق کی بنیاد پر فیصلے صادر کرتا ہے، ناانصافی سے پوری طرح پرہیز کرتا ہے، اور کوئی فیصلہ کرنے کی بنیاد پر کسی فریق سے کسی قسم کی رشوت نہیں لیتا ایسے عہدیدار کا رعب محکمہ کے سارے افراد پر رہتا ہے، ہرکوئی اس کے رعب کی وجہ سے مرعوب رہتا ہے، وہ کسی کی نہ جی حضوری کرتا ہے اور نہ چاپلوسی بلکہ وہ اپنے کام کو اپنی ذمہ داری سمجھ کر کرتا ہے تو ایسے عہدیدار کی عزت بھی ہوتی ہے اور تعظیم بھی، اس کی تعریف سامنے بھی کی جاتی ہے پیچھے بھی۔

لیکن اس کے مقابلہ میں ایک ایسا عہدیدار جو اپنے عہدہ پر فائز ہوتے ہی انصاف کا

دروازہ بند کر دیتا ہے اور ظلم کی راہ پر چلنے لگتا ہے، صلاحیت کی بنیاد پر کوئی فیصلہ کرنے کے بجائے رشوت کی بنیاد پر فیصلہ کرتا ہے، محکمہ کی طرف سے ملنے والی تنخواہ پر اکتفا کرنے کے بجائے آنے والے لوگوں کی جیبوں پر نظر ڈالتا ہے اور ان پر اپنے عہدہ کی قوت سے دباؤ ڈال کر پیسہ لیتا ہے، ایسے شخص کی محکمہ میں نہ عزت ہوتی ہے اور نہ تعظیم، اس شخص کی نہ تعریف ہوتی ہے اور نہ تحسین، بلکہ ایسے شخص کو ہر مظلوم اور مجبور دل کی گہرائی سے بددعا دیتا ہے، ایسے عہدیدار کا رعب ختم ہوجاتا ہے، ایسا عہدیدار لوگوں سے مرعوب ہوجاتا ہے پھر تو وہ معاشرہ کا ایک ناپاک اور نجس فرد بن جاتا ہے، ہم اپنے مشاہدہ سے بھی اس حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں اور جس بات کو ہم مشاہدہ سے سمجھ سکتے ہیں اس کی وضاحت خود نبی رحمت ﷺ نے بیان کردی ہے، چنانچہ مسند احمد نے حضرت عمرو بن العاص ؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: **ما من قوم یظھر فیھم الربا الا اخذوا بالسنة وما من قوم یظھر فیھم الرشا الا اخذوا بالرعب** جس قوم میں سود زیادہ ہوتا ہے وہ لوگ قحط سالی میں گرفتار کئے جاتے ہیں اور جس قوم میں رشوت ستانی عام ہوجاتی ہے انہیں مرعوبیت میں مبتلا کردیا جاتا ہے، اس حدیث سے ہم یہ نتیجہ بھی اخذ کرسکتے ہیں کہ جب لوگ حرام کاموں میں ملوث ہوجاتے ہیں تو مشکلات اور الجھنوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔

قدرت کا یہی دستور ہے کہ جو انسانوں کو راحت پہنچانے کے کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی راحت کے اسباب پیدا فرماتے ہیں اور جو لوگوں پر ظلم کے راستے کھول دیتا ہے اور لوگوں کی مجبوریوں سے کھیلتا ہے ایسے شخص کیلئے اللہ تعالیٰ پریشانیوں کے راستے کھول دیتے ہیں، رشوت خور لوگوں کو چاہئے کہ اگر وہ باعزت زندگی چاہتے ہوں، فقر و فاقہ کی زندگی سے چھٹکارا چاہتے ہوں اور اپنا دبدبہ اور رعب قائم رکھنا چاہتے ہوں تو سود اور رشوت جیسی برائیوں سے پرہیز کریں۔

رشوت لینا کتنا بڑا جرم ہے؟

رشوت لینا بدترین عمل ہے ایسا شخص جو رشوت لیتا ہے اس قابل ہے کہ اس کی طعن و تشنیع کی جائے، یہ شخص عزت کے قابل نہیں بلکہ اس قابل ہے کہ اس کے اس عمل کی وجہ سے اس کی ملامت کی جائے، آثار صحابہ میں یہ بات منقول ہے کہ جس دروازے سے

رشوت اندر آتی ہے اس گھر کے روشن دان سے امانت نکل کر چلی جاتی ہے۔
ظاہر ہے کہ جس کے پاس امانت نہ ہو وہ کامل مومن نہیں ہوسکتا، بلکہ اس کے منافق ہونے کی علامت ہے۔طبرانی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ فیصلہ میں رشوت کفر ہے اور لوگوں کے درمیان یہ مال حرام ہے، رشوت کے کفر ہونے کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ ایسا شخص جو رشوت کی بنیاد پر فیصلہ کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ سے ہٹ کر فیصلہ کرتا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ میں ظلم نہیں ہوتا وہاں انصاف ہی انصاف ہے مگر جو شخص رشوت لے کر فیصلہ کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے خلاف فیصلہ کرتا ہے اور جو اللہ کے حکم سے ہٹ کر فیصلہ کرے وہ کافر ہے اس لئے کہ سورۂ مائدہ کی آیت ﴿۴۴﴾ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئک هم الكافرين** ۔اور جو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں۔

رشوت لینا ایک جرم نہیں بلکہ کئی جرائم کا مجموعہ ہے اس لئے کہ رشوت لینے والا جھوٹی باتوں کو بنفس نفیس سنتا ہے پھر اسی جھوٹی بات کی بنیاد پر فیصلہ کرتا ہے، اور رشوت لینے والا جھوٹی گواہیوں کو سچی گواہیوں کو درجہ دیتا ہے اور محض رشوت کی لالچ میں سچی گواہیوں کو رد کر دیتا ہے اور جھوٹی گواہیوں کو قبول کر لیتا ہے ظاہر ہے کہ سچائی کو جھوٹ کا درجہ دینا اور جھوٹ کو سچائی کا درجہ دینا بہت بڑا جرم ہے، نیز رشوت خور جس سے رشوت لیتا ہے اس کے حق میں فیصلہ کرتا ہے اور اس کے مخالف کا حق مارتا ہے اس طرح وہ ظلم بھی کرتا ہے۔

ابن منذرؒ نے حضرت مسروق ؒ سے نقل کیا ہے، انہوں نے کہا میں نے حضرت عمر فاروق ؓ سے عرض کیا آپ کی کیا رائے ہے کیا رشوت سحت کے حکم میں ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ کفر ہے۔سحت یہ ہے کہ کسی شخص کو بادشاہ کے نزدیک رسوخ حاصل ہو اور ایک اور شخص کو اس بادشاہ سے کوئی کام ہو اب یہ شخص اس دوسرے شخص کے ذریعہ جب تک بادشاہ کے دربار میں کوئی تحفہ نہ دے اس کا کام پورا نہیں ہو پاتا۔

دل کی خوشی سے کون دیتا ہے؟

بعض رشوت خور اس جملہ کی آڑ میں رشوت کو حلال سمجھ لیتے ہیں جبکہ ان سے کہا جاتا

ہے کہ بھائی! آپ رشوت لے رہے ہیں؟ تو وہ کہتا ہے کہ میں رشوت کہاں لے رہا ہوں بھائی! وہ تو خوشی سے دے رہے ہیں اس لئے میں لے رہا ہوں۔

بعض مرتبہ کوئی عہدیدار کسی کا کوئی کام کردیتا ہے اور اس کام کی تکمیل میں مٹھی بند کرکے کچھ اس کے ہاتھ میں تھما دیتا ہے وہ شخص رسمی طور پر ٹالتے ہوئے کہتا ہے رہنے دیجئے، تو دینے والا کہتا ہے میں تو خوشی سے دے رہا ہوں، رشوت چاہے دل کی خوشی سے دی جائے یا دل کی ناراضگی سے، دونوں صورتوں میں لینے والے کیلئے وہ حرام ہے اس لئے کہ وہ اس کام کے بدلہ میں ہے جو اس رشوت لینے والے نے کیا ہے، جو لوگ یہ کہہ کر رشوت جیسی حرام چیز کو حلال کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم خوشی سے دے رہے ہیں تو اصل مسئلہ یہ ہے کہ دل کی خوشی سے کوئی بھی نہیں دیتا، اگر دل کی خوشی سے دینا تھا تو کام کرنے کے بعد کیوں دیا؟ یا کام کرنے کی توقع ہو تو کیوں دیا؟ اور اسی شخص کو کیوں دے رہا ہے جس نے اس کا کام کیا، اگر خوشی سے دینے کی بات ہے تو کسی راہ گیر کو دے دیتا وہاں تو چار آنے بھی خوشی سے نہیں نکلتے یہاں ہزاروں روپئے خوشی سے کیوں نکل جاتے ہیں؟۔

امام احمدؒ دار قطنی اور طبرانی وغیرہ نے حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان آدمی کا مال سوائے اس کی دل کی خوشی کے حلال نہیں ہے۔

عہدیداروں کو ان کے کسی فیصلہ کے بدلے میں جو کچھ دیا جاتا ہے وہ دل کی خوشی سے نہیں دیا جاتا وہ کسی نہ کسی دباؤ کے تحت ہی دیا جاتا ہے، آخری درجہ میں آدمی اس لئے دیتا ہے کہ اگر آج میں نے اس کو کچھ نہیں دیا تو آئندہ وہ میرا کام ہی نہیں کرے گا، اس خوف کی وجہ سے وہ کچھ نہ کچھ پوشیدہ انداز میں اس کے ہاتھ میں تھما دیتا ہے، دل کی خوشی سے تو زکواۃ، صدقات اور عطیات دیئے جاتے ہیں، دل کی خوشی سے کوئی بھی شخص بطور رشوت کچھ بھی نہیں دیتا۔

اس شخص سے پوچھئے جو کوئی عہدیدار ہے اور ایک عام آدمی جس سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور اس کا اس عہدیدار نے کچھ کام بھی نہیں کیا وہ چلتے چلتے اس کے ہاتھ میں کچھ رقم تھمادے تو کیا یہ عہدیدار فوراً اس شخص سے یہ کہے گا کہ یہ کیا ہے اور مجھ کو کیوں دے رہے ہو؟ بیسویں سوال کرے گا اور پھر اس کو غصہ سے یہ کہے گا کہ کیا میں کوئی بھکاری لگ رہا ہوں کہ تم مجھ کو دے رہے ہو؟ اسی صورت میں وہ دینے والا عام آدمی اس سے یہ کہے

کہ میں دل کی خوشی سے دے رہا ہوں تو کیا وہ عہدیدار اس سے وہ مال لے لے گا۔نہیں، بلکہ وہ پوچھے گا کہ دل کی خوشی سے تم مجھے کیوں دے رہے ہو؟ اس سے یہ معلوم ہوا کہ کسی نہ کسی کام کے کرنے اور کسی نہ کسی فیصلہ کے صادر کردینے کے نتیجہ میں ہی ایسی رقم لی اور دی جاتی ہے اور یہ کسی نہ کسی دباؤ کے تحت دی جاتی ہے، دل کی خوشی سے جو دیا جاتا ہے وہاں ہمدردی اور غمخواری کا پہلو ہوتا ہے کہ آدمی کسی مفلوج، معذور اور اپاہج کو دیکھ کر اس پر رحم کھا کر کچھ دے دیتا ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: **لا یحل لمسلم ان یاخذ عصا اخیه بغیر طیب نفسه منه** (ابن حبان) کسی مسلمان کیلئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کی لاٹھی اس کی مرضی کے بغیر لے لے۔امام احمدؒ نے حضور ﷺ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **لایحل لامری من مال اخیه الا ماطابت به نفسه** اپنے بھائی کا مال اس کی رضامندی کے بغیر لینا کسی شخص کیلئے حلال نہیں ہے۔

مسروقؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے ایک مسلمان سے ظلم کو دور کیا اور اس نے کم یا زیادہ اسے کچھ دیا تو وہ حرام ہے ایک شخص نے کہا ابوعبداللہ! ہم تو صرف فیصلہ دینے کی بابت رشوت دینے کو سحت (حرام) سمجھتے تھے آپ نے فرمایا یہ تو کفر ہوگا اس سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

رشوت ناجائز کمائی ہے

رشوت لینے والا جو مال رشوت دینے والے سے لیتا ہے یہ اسی لئے ناجائز ہے کہ یہ مال کسی چیز کا عوض نہیں ہے، تاجر چیز دے کر پیسے لیتا ہے تو جائز ہے اس لئے کہ اس نے چیز کے عوض میں پیسہ لیا ہے، ملازم ملازمت کے بعد تنخواہ میں پیسے لیتا ہے یہ جائز ہے اس لئے کہ وہ محنت کے عوض میں پیسہ لے رہا ہے، لیکن رشوت لینے والا حاکم، عہدیدار، قاضی یا اور کوئی جو مال بھی کسی بھی فریق سے لے رہے ہیں یہ اس لئے ناجائز ہے کہ یہ مال کسی کے عوض میں نہیں ہے، اس لئے کہ حاکم عہدیدار اور قاضی وغیرہ جو کام بھی کسی کا کریں گے وہ اس کی ذمہ داری میں داخل ہے وہ اس محکمہ کی طرف سے عائد ذمہ داری کو پورا پورا کر رہا ہے تو محکمہ کے علاوہ کسی فریق سے مال لینا اس لئے ناجائز ہے کہ وہ کسی فریق کا ملازم نہیں ہے بلکہ وہ حکومت کے کسی محکمہ کا ملازم ہے۔

کسی بھی چیز کے عوض کوئی مال، دولت، روپیہ پیسہ لینا حرام اور ناجائز ہے اور اسی کو باطل طریقہ سے لینا کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء کی آیت ﴿۲۹﴾ میں منع کیا ہے کہ:
یـاایھا الذین امنوا لاتا کلو اموالکم بینکم بالباطل اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر نہ کھایا کرو۔

رشوت کے مال اور چوری کے مال میں کوئی فرق نہیں ہے، اس لئے کہ چوری کا مال بھی بغیر کسی عوض کے یوں ہی حاصل ہوتا ہے اور رشوت کا مال بھی بغیر کسی عوض کے حاصل ہوتا ہے ،بعض لوگ یوں بھی کہتے ہیں کہ رشوت خور عہدیدار بھی کسی کے کام کو بنانے کیلئے دوڑ دھوپ کرتا ہے وہ بھی تو محنت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ عہدیدار جو بھی کام کر رہا ہے حکومت اس کا معاوضہ دیتی ہے وہ اس کا فریضہ ہے جو وہ کر رہا ہے اگر فریضہ سے ہٹ کر کوئی دوسرا کام کر رہا ہے تو وہ کام کرنا بھی غلط ہے اس لئے کہ وہ تنخواہ جس کام کی لے رہا ہے وہ کام نہیں بلکہ کوئی دوسرا کام کر رہا ہے، کسی بھی طرح اس بات کا جواز نہیں ہے کہ رشوت کو جائز سمجھا جائے۔

ناجائز کو جائز سمجھنا خطرہ سے خالی نہیں

ایک ہے کسی ناجائز کام کو ناجائز اور حرام سمجھتے ہوئے اس کام کو کرنا، یہ حرام ہے اور ایسا کام کرنے والا فاسق ہے، اور دوسری صورت یہ ہے کہ کسی ناجائز کام کو جائز اور کسی حرام کام اور حلال سمجھنا، یہ نہ صرف حرام بلکہ ایسا عمل آدمی کو ایمان سے بھی محروم کر دیتا ہے، آدمی اس سے صرف فاسق نہیں ہوتا بلکہ اس کا ایمان خطرہ میں ہوتا ہے۔

یہ بات یہاں اس لئے بیان کی جارہی ہے کہ بعض رشوت خور رشوت لے کر ایک جرم کرتے ہیں اور پھر ''چوری سینہ زوری'' کے مصداق یہ بھی کہتے ہیں کہ بھائی! یہ ناجائز کیسے ہوسکتا ہے یہ تو ہماری عقلمندی، ہوشیاری اور تدبیر کے نتیجہ میں ملی ہوئی چیز ہے۔

لیکن ایسے رشوت خور کو یہ جان لینا چاہئے کہ یقیناً اس نے اپنی عقلمندی، ہوشیاری اور تدبیر کے ذریعہ کسی کا کام کرا دیا ہے اور اس کے بدلہ میں رشوت لی ہے لیکن اس کی یہ عقلمندی اور ہوشیاری دین کے دائرہ میں نہیں ہے بلکہ احکام ربانی کے حدود کو توڑ کر اپنی

عقل اور تدبیر کو استعمال میں لایا گیا ہے۔

قاضیوں کی رشوت کے اثرات

قضاءت کا منصب انتہائی حساس اور ذمہ دارانہ منصب ہے اس منصب پر وہی شخص فائز ہوسکتا ہے جس کی امانتداری، دیانتداری، سچائی، وعدہ وفائی اور عدل وانصاف پر کامل یقین ہو، ایسا شخص اس منصب پر فائز نہیں ہوسکتا جو خیانت کرنے والا، جھوٹ بولنے والا، وعدہ خلافی کرنے والا اور ظلم وفساد کا عادی ہو، آپسی معاملات میں اصلاح وسدھار کی بنیاد قاضی کے انصاف پر ہوتی ہے جب تک قاضی اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ شرعی حدود واحکام کا پاس ولحاظ رکھتے ہوئے درست فیصلے کرتا ہے معاشرہ میں سلامتی قائم رہتی ہے اور جب قاضی میں اخلاص کی کمی ہونے لگتی ہے، مال ودولت کی حرص ولالچ بڑھنے لگتی ہے شرعی حدود واحکام سے لاپرواہی ہونے لگتی ہے اور رشوت کی لالچ میں حق وناحق کا فرق ختم ہوجاتا ہے تو اس کے برے اثرات ونتائج ظاہر ہونے لگتے ہیں پھر معاشرہ میں بگاڑ عام ہونے لگتا ہے، جھگڑے اور فتنے ظاہر ہونے لگتے ہیں، آپسی مخاصمت اور دشمنی جڑ پکڑنے لگتی ہے، خواہشاتِ نفسانی کو فروغ ہونے لگتا ہے اور رب چاہی زندگی کے بجائے من چاہی زندگی گزارنے کے راستے کھلنے لگتے ہیں، پھر نااہل لوگوں کے ہاتھ میں سماج کی لگام آجاتی ہے، اور ''جس کی لاٹھی اس کی بھینس'' کے مصداق معاملات ہونے لگتے ہیں، قاضیوں کے درست فیصلے سے لوگوں کے دین کی حفاظت ہوتی ہے، اور اگر رشوت کی لالچ میں یہ لوگ غلط فیصلے کرنے لگ جائیں تو لوگوں کا دین بھی بگڑ جائے گا، جب قاضی رشوت لینے لگ جائے گا تو وہ شریعت کی نگاہ میں فاسق ہوجائے گا اور جب فاسق آدمی قاضی بن جائے گا تو وہ جو بھی حکم دے گا وہ نافذ ہوتا رہے گا، ایسی صورت میں فسق وفجور کا غلبہ ہوگا اور سارے سماج پر اس کے برے اثرات مرتب ہونے لگ جائیں گے۔

آج کل بعض ایسے قاضی حضرات جو حکومت کی طرف سے قانونی طور پر قاضی کہلاتے ہیں جن کی ذمہ داری نکاح، طلاق اور خلع کے فیصلوں تک محدود ہے، ان میں بعض قاضیوں کے ہاں رشوت کا چلن ہے، کسی نے قاضی صاحب کے ہاتھ گرم کردیئے تو

بس آن کی آن میں نکاح پڑھوا دیا چاہے وہ آپس میں ماموں بھانجی ہی کیوں نہ ہوں اور کسی نے کسی قاضی صاحب کی جیب گرم کردی تو بس فریقین سے حقائق معلوم کئے بغیر ہی خلع اور طلاق کے فیصلے کر دیئے، اس معاملہ میں قاضی کو شرعاً کوئی گنجائش نہیں کہ وہ کسی کے نکاح اور طلاق پر محکمہ کی طرف سے ملنے والے معاوضہ کے علاوہ حدود شریعت سے ہٹ کر کسی فیصلہ کیلئے کوئی روپئے پیسے یا مال و دولت حاصل کرے، اس سے پرہیز کرنا چاہئے، ان باتوں سے ان قاضی صاحبان کو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں جو ایسے امور میں مبتلا نہیں ہیں، ہم صرف ایسے قاضیوں کی بات کررہے ہیں جو اس قسم کی حرکتیں کر دیتے ہیں باوثوق ذرائع سے بعض دیہاتوں اور قریوں کے ایسے قاضیوں کے بارے میں ہم نے سنا ہے جو نکاح اور طلاق کے امور کے ذمہ دار ہوتے ہیں کہ انہوں نے ایسی حرکتیں کی ہیں، ضلع گلبرگہ کے ایک دیہات کے قاضی صاحب نے بطور رشوت رقم لے کر ماموں کا نکاح بھانجی سے کر دیا، بعض ایسے بھی واقعات ہوئے ہیں کہ ایک عورت کا نکاح کسی دوسرے آدمی سے کر دیا جبکہ عورت کے سابقہ شوہر سے طلاق یا خلع کا کوئی قانونی یا شرعی فیصلہ ہی نہں ہوا، ظاہر ہے کہ ایسے بہت سے واقعات پیش آئے ہیں اور آتے ہی رہتے ہیں۔

دکھ اور الم کی بات تو یہ ہے کہ قاضیوں کی ان حرکتوں کو دیکھنے کے باوجود عوام و خواص میں اتنی ہمت ہی نہیں کہ وہ ایسے قاضی کا سماجی بائیکاٹ کریں اور اس کے فیصلہ کو رد کر دیں اور آئندہ کیلئے اس کو متنبہ کر دیں کہ شریعت کے حدود و احکام سے ہٹ کر آئندہ کوئی فیصلہ ہرگز نہیں ہوگا اگر عوام ایسے امور میں مثبت طریقہ سے موثر رول ادا کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ کوئی قاضی اس قسم کے معاملات میں ہمت اور جرأت کرے۔

ایسے قاضی حضرات جو شرعی حدود اور احکامات سے لاپرواہ ہوکر فیصلے کرتے ہیں وہ سماج کے بگڑے ہوئے پرزے ہیں۔ انہیں نکال کر پھینکنا چاہئے اس لئے کہ ان کے وجود سے پورا سماج بگڑ جاتا ہے، ایسے قاضیوں کی مثال اس عضو کی سی ہے جو ناکارہ ہوگیا ہو ناکارہ عضو کو کاٹ کر پھینکنا ہی عقلمندی کا تقاضا ہے۔

اور وہ قاضی جو شریعت کے سارے امور میں شرعی فیصلے نافذ کرتے ہیں نکاح، طلاق، خلع، وراثت، قصاص، و دیگر معاملات میں جو شرعی عدالت کے ذمہ دار ہوتے ہیں ان کو بھی چاہئے

کہ وہ اپنے آپ کو لوگوں کی جان، مال اور عزت و آبرو کے امین سمجھیں اور پورے انصاف کے ساتھ فیصلے کریں، کسی قسم کی رشوت کو اپنے لئے حرام سمجھیں اور رشوت کے سارے دروازوں کو بند رکھیں اگر یہ دروازہ ان کے ہاں کھل جائے گا تو پھر سماج میں بھلائی نہیں دیکھی جاسکتی، فریقین سے رشوت لینا اور رشوت کی بنیاد پر فیصلے نافذ کرنا سراسر خیانت اور ظلم ہے۔

کیا مالی فائدہ پہنچانا بھی رشوت ہے؟

بعض محکموں میں کام کرنے والے عہدیدار بالراست رشوت کے طور پر روپیہ پیسہ تو نہیں لیتے لیکن کسی امیدوار کا کوئی کام اس لئے جلد کر دیتے ہیں کہ ان سے کوئی اور کام لیا جائے گا، مثلاً یہ کہ زید سرکاری عہدیدار ہے، بکر نے اس سے کسی کام کی درخواست کی زید نے فوراً اس کا کام کر دیا حالانکہ بکر جیسے دوسرے کئی لوگ کام لے کر آتے ہیں وہ ان کے کاموں کو ٹال ٹال کر کرتا ہے یا وہ کام کرتا ہی نہیں اس لئے کہ ان سے اس کو کچھ ملنے کی توقع نہیں ہوتی اس کے مقابلہ میں بکر کا کام وہ فوراً کر دیتا ہے اس توقع کے ساتھ کہ بکر اس کا کوئی کام کر دے گا اس کام کے عوض میں جو بھی مالی فائدہ ہوگا یا کوئی اور سہولت میسر ہوگی رشوت میں داخل ہے، آج کل ایسی صورتیں بے انتہا ہیں اور اس کا رواج عام ہے اچھے اچھے دیندار کہلائے جانے والے بھی اس میں احتیاط نہیں کرتے۔

جس طرح ایک آدمی کسی کو قرض دیتا ہے اور قرض کے بدلہ سود نہیں لیتا لیکن اس قرض کے بدلہ کسی اور نفع کی اس شخص سے امید اور توقع رکھتا ہے جس کو قرض دیا گیا تو جو نفع بھی اس قرض دینے والے کو حاصل ہوگا وہ سود میں داخل ہے اس لئے کہ امام بیہقی نے فضالہ بن عبیدؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر وہ قرض جو کسی منفعت کا باعث ہو وہ بھی سود کی ایک شکل ہے، اور حضرت حرث بن ابواسامہ نے حضرت علیؓ سے اسی حدیث کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے کہ: **ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن قرض جر منفعة** حضور ﷺ نے ہر ایسے قرض سے منع فرمایا جو نفع کو کھینچ کر لاتا ہو، ایک اور روایت میں یوں ہے۔ کل قرض جر منفعة فهوربا ہر وہ قرض جو نفع کھینچ کر لاتا ہو وہ ربا (سود) ہے۔

جس طرح یہ صورت سود قرار دی جاتی ہے اسی طرح کسی عہدیدار کا کسی شخص کے کام کرنے کے عوض کوئی مالی نفع حاصل کرنا بھی رشوت میں داخل ہے۔

آج کل اس قسم کی چیزوں کو رشوت ہی نہیں سمجھا جاتا، کوئی عہدیدار کسی کا کام کر دیتا ہے وہ بالراست رشوت کی رقم تو نہیں لیتا لیکن جس کا کام کیا اس سے فرمائش کرتا ہے کہ ارے چلو! ہوٹل چلو، تمہاری طرف سے دعوت ہو جائے، یا پارٹی ہو جائے، اب وہ شخص اس عہدیدار کو کھانا کھلاتا ہے یا چائے پانی کر دیتا ہے تو ظاہر ہے کہ یہ عہدیدار اس کام کے کرنے کے عوض جو کچھ کھا پی رہا ہے وہ بھی رشوت میں داخل ہے۔

آج کل اس قسم کا چلن عام ہے، نہ کھلانے والا اس کو جرم تصور کرتا ہے اور نہ کھانے والا اس کو جرم تصور کرتا ہے، اور یہ جرم علی الاعلان ہو رہا ہے اور سب اس کو رشوت سمجھتے ہیں مگر کسی کو کوئی عار محسوس نہیں ہوتا کہ ہم یہ کام جو کر رہے ہیں وہ شریعت اسلامیہ میں حرام اور ناجائز ہے

یہ بھی رشوت میں داخل ہے

بعض محکموں میں چھوٹے آفیسر بڑے آفیسروں کو اس لئے خوب کھلاتے پلاتے ہیں کہ وہ بڑا آفیسر ان چھوٹوں کے ساتھ نرمی رکھے، ان کی رعایت کرے اور کسی بھی معاملہ میں باز پرس نہ کرے، یہ تو ہندوستان کے تقریباً تمام محکموں میں عام ہے۔

اس برائی سے تعلیمی محکمے بھی مستثنی نہیں ہیں وہاں بھی یہ برائی عام ہے، تحقیق حال کیلئے سرکاری مدارس میں جو آفیسر آتے ہیں ان کیلئے سارے اساتذہ کی طرف سے ایک لفافہ پہلے ہی سے تیار کرلیا جاتا ہے، اور ان کیلئے جو پارٹی ہوتی ہے اس کے اخراجات بھی سارے عملہ کی جانب سے ہی ہوتے ہیں جن کا بوجھ سب پر ڈالا جاتا ہے، اب جیسے ہی وہ آفیسر صاحب تشریف لاتے ہیں تو آتے ہی انہیں دسترخوان پر بلا لیا جاتا ہے دسترخوان کی مزیدار چیزوں میں جناب والا اس قدر منہمک اور مصروف ہو جاتے ہیں کہ انسپکشن ہی بھول جاتے ہیں اور رسمی طور پر چند سوالات اساتذہ سے، چند سوالات پرنسپل سے اور چند سوالات طلباء سے کئے جاتے ہیں اور اشارے کنایہ میں لفافہ میں موجود عنایت کی اطلاع بھی انہیں دیدی جاتی ہے جس کی وجہ سے اب تو وہ پورے ہی نرم بن جاتے ہیں پھر اس

اسکول کے بارے میں ایک اچھی رپورٹ تیار کر کے محکمہ کے بڑے ذمہ داروں تک پہنچادی جاتی ہے، اساتذہ بھی خوش، طلباء بھی خوش، پرنسپل بھی خوش، انسپکشن کو آئے ہوئے آفیسر بھی خوش اور ان کی اہلیہ بھی خوش (اس لئے کہ لفافہ کی رقم سے مٹھائی اور ضروریات خانہ بھی ساتھ میں لے جاتے ہیں) محکمہ کے اعلیٰ ذمہ داران بھی خوش اور سالانہ رپورٹ میں محکمہ کی طرف سے ایوارڈ بھی دیئے جاتے ہیں کہ اس اسکول کے طلبہ کا تعلیمی معیار بہت اونچا ہے، اساتذہ کو بیسٹ ٹیچر ایورڈ بھی مل جاتا ہے۔

امتحان ہو جاتا ہے تو اسکواڈ کے بھی ہاتھ اور جیب گرم کر دیئے جاتے ہیں وہ ایک ظالم شیر کا روپ اختیار کئے ہوئے تشریف لاتے ہیں گویا حقیقت میں انہیں ان معصوم بچوں کی تعلیم کی فکر ہے مگر جیب گرم ہوتے ہی جلدی سے چلے جاتے ہیں تا کہ امتحان لکھنے والے طلبہ کو نقل کرنے کا زیادہ سے زیادہ موقع ملے، اگر کسی اسکول کے ذمہ داروں نے کچھ مال پانی میں کمی کر دی یا جیب گرم ہی نہیں کیا اور پارٹی میں بھی سرد مہری کا اظہار کیا تو پھر سمجھئے اس اسکول کی شامت پکار اُٹھی ہے سب کا ناطقہ بند کرتے ہوئے اسکواڈ صاحب چلے جاتے ہیں کسی طالب علم کو امتحان ہال سے باہر کر دیا، کسی استاذ کو رنگے ہاتھوں طالب علم کی مدد کرتے ہوئے پکڑ لیا اور پولیس کے حوالے کر دیا اور کسی کو معطل کر دیا وغیرہ وغیرہ، یہ عام حالات ہیں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر تعلیمی ادارہ کا یہ حال ہے آج بھی بعض سرکاری اور غیر سرکاری عہدیدار اور ادارے ایسے ہیں جہاں رشوت کا چلن نہیں ہے اور وہ ان طلبہ کے تعلیمی معیار کو برقرار رکھنے اور حکومت کے وفادار بنے رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور چھوٹوں سے رشوت لینے اور اپنے بڑوں کو رشوت دینے سے گریز کرتے ہیں ایسے لوگوں نے اپنے ملک ہندوستان میں اپنا نام بھی کمایا ہے، اپنی شان بھی برقرار رکھی ہے۔ اورانہوں نے اپنی امانت داری، دیانتداری اور وفاداری پر ایوارڈ بھی لئے ہیں۔

سفارش کے بدلہ میں لیا گیا مال بھی رشوت ہے

جو لوگ کسی محکمہ کے عہدیدار یا کسی شعبہ کے ذمہ دار سے کسی کے معاملہ میں سفارش کرتے ہیں کہ اس کو فلاں حق دینا چاہئے اور یہ فلاں حق کا واقعی حق دار ہے یا کسی کے

معاملہ میں ظلم ہورہا ہوتو متعلقہ شخص سے سفارش کرتے ہیں کہ یہ بیچارہ کمزور اور مظلوم ہے اس پر مزید ظلم مت کیجئے ، اور اس قسم کی سفارش کے بدلہ میں جو لوگ اس شخص سے جس کی سفارش کی گئی کوئی معاوضہ طلب کرتے ہیں یا بغیر طلب کے لے لیتے ہیں یہ معاوضہ چاہے دینے والے نے ہدیہ کی شکل میں دی ہو یا رشوت کی شکل میں دونوں صورتوں میں لینے والے کیلئے اس ہدیہ کا لینا ناجائز اور حرام ہے، سفارش کرنے والے کی یہ اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ سفارش کرے یہ کام اس نے اللہ کی رضا کی خاطر کیا ہے اگر وہ اس سفارش کے بدلہ میں کوئی روپیہ پیسہ یا مال و دولت یا کوئی اور نفع اس سے حاصل کرتا ہے تو اس سفارش کرنے والے نے کوئی نیک کام اور تعاون نہیں کیا ہے بلکہ اس نے یہ چیزیں لے کر ایک حرام کام کا ارتکاب کیا ہے، کسی کی سفارش کے بدلہ میں کوئی ہدیہ یا تحفہ لینا یا کسی بھی قسم کا نفع اس سے حاصل کرنا اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے محروم ہونا ہے حضرت ابوامامہؓ سے ابوداودؒ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشادفرمایا: **من شفع لاحد فاهدی له هدية عليها فقبلها فقد اتى بابا عظيماً من ابواب الربوا ۔** جس نے کسی کیلئے سفارش کی پھر اس کی وجہ سے اسے کوئی ہدیہ دیا گیا اور اس نے اس کو قبول کرلیا تو اس نے سود کے ایک بڑے دروازے میں گھسنے کا ارتکاب کیا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص حکومت کے کسی عہدیدار سے کسی شخص کے بارے میں اس بات کی سفارش کرے کہ یہ شخص فلاں ملازمت کی صلاحیت رکھتا ہے یا یہ فلاں محکمہ کے فلاں شعبہ میں نوکری کا متلاشی ہے آپ اس کو اس شعبہ میں فلاں ملازمت عطا کیجئے، یا کسی کی جائیداد کے سلسلہ میں کوئی زیرتصفیہ جھگڑا ہے تو اس بارے میں کسی فریق کی تائید کرے اور اس کے بدلہ میں جس کی سفارش کی گئی اس سے کوئی ہدیہ تحفہ یا کوئی چیز اس کو اس سفارش کے بدلہ میں کھلائی پلائی جائے تو یہ سب اس کیلئے حرام ہے۔جس طرح سود حرام ہے اسی طرح یہ بھی حرام ہے۔

ہدیہ کب رشوت میں شمار ہوتا ہے؟

کسی شرط کے بغیر ایک آدمی کا کسی دوسرے آدمی کو مال دینے کو ہدیہ کہتے ہیں یا یہ کہ ایک

شخص ازخود پہل کرتے ہوئے دوسرے آدمی کو اس کی طلب کے بغیر جو مال دیتا ہے وہ ہدیہ ہے یا یہ کہ دلی محبت کے اظہار کیلئے یا ثواب حاصل کرنے کی غرض سے دوستوں رشتہ داروں وغیرہ کو جو کچھ دیا جاتا ہے وہ ہدیہ ہے، شریعت میں اس قسم کا ہدیہ لینا دینا پسندیدہ اور مستحب ہے، حضور ﷺ نے ارشادفرمایا کہ: تهادو تحابوا ایک دوسرے کو ہدیہ دو اس سے محبت بڑھے گی۔

(ابو یعلیٰ) حضرت ابو ہریرہؓ ہی سے ایک اور روایت یوں کی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: تهادو تحابوا وتصافحوا يذهب الغل عنكم ایک دوسرے کو ہدیہ دو اس سے محبت بڑھے گی ایک دوسرے سے مصافحہ کرو اس سے تمہارا کینہ اور حسد جاتا رہے گا۔

ان احادیث سے ہدیہ دینے لینے کی ترغیب ہے تا کہ آپس میں محبت عام ہو۔

لیکن یہی ہدیہ جو مستحب ہے حرام کی شکل اختیار کر لیتا ہے جب کہ کوئی قاضی ، حاکم ، عہدیدار، ذمہ دار، آفیسر اور نگران وغیرہ کسی صاحب معاملہ سے ہدیہ تحفہ لیں، اس لئے کہ اگر یہ لوگ کسی ایسے آدمی سے جو محکمہ کے کسی معاملہ میں امیدوار یا فریق یا ملزم یا مجرم بن کر آئے اور وہ ہدیہ میں کوئی چیز دے اور وہ چیز لے لیں تو ظاہر ہے کہ یہ رشوت میں شمار ہوگا، اس لئے کہ اس تحفہ کی وجہ سے وہ اس عہدیدار یا حاکم وغیرہ کو اپنی طرف متوجہ کرے گا، اور تحفہ لینے کی وجہ سے اس شخص کے ساتھ کوئی امتیازی برتاؤ کرنے پر وہ مجبور ہوگا، اس لئے ایسے منصب پر فائز رہنے والوں کو چاہئے کہ وہ ایسے لوگوں سے کوئی ہدیہ قبول نہ کریں، اس لئے کہ لوگ ہدیہ اور تحفہ کے ذریعہ قربت اور نزدیکی کے طلب گار ہوتے ہیں اور اس نزدیکی اور قربت کو اپنے کاموں کی تکمیل کا ذریعہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور تحفہ لینے کے بعد طبعی طور پر دل میں کچھ ایسی نرمی پیدا ہو جاتی ہے کہ آدمی نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے ساتھ ایسا معاملہ کرے گا جس کی وجہ سے اس تحفہ دینے والے کو حق سے زیادہ ملے گا یا اس نرمی کی وجہ سے کسی دوسرے حقدار کو اس کا حق نہیں ملے گا یا حق تو ملے گا مگر دیر سے ملے گا جس سے اس کو تکلیف ہوگی۔

ہدیہ سے جب کسی عہدیدار اور صاحبِ اقتدار کی خوشنودی مطلوب ہے تو پھر یہ ہدیہ رشوت ہی میں شمار ہے، عہدیداروں، قاضیوں، حاکموں، گورنروں اور محکمہ کے دیگر ذمہ داروں کو جو کچھ تحفہ دیا جاتا ہے وہ رشوت ہے اس کو تحفہ یا ہدیہ کا نام یا گفٹ کا لیبل نہیں لگایا جاسکتا، اس لئے کہ اگر وہ گورنر، یا عہدیدار یا حاکم یا صاحبِ اقتدار نہ ہوتا تو کون اس کو تحفے دیتا؟۔

تجربات اور مشاہدات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ آج کل عہدیداروں کی سالگرہ، شادی بیاہ اور اس کے کسی بیٹے یا بیٹی کی کسی تقریب میں لوگ اس قدر تحفے پیش کرتے ہیں کہ جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا لیکن وہی شخص جب اقتدار سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے تو اس کی سالگرہ کا دن کس دن آتا ہے اور کس طرح چلا جاتا ہے کسی کو خبر نہیں رہتی، چڑھتے سورج کی پوجا کرنے والوں کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ صرف اقتدار اور عہدہ اور منصب کی بنیاد پر تحفے پیش کرتے ہیں تا کہ موقع پڑنے پر کوئی کام اس سے نکالا جائے، اور اپنے دیرینہ مسائل حل کر لیئے جائیں۔اسی لئے بزرگانِ دین نے ایسے لوگوں کو ہدیہ دینے سے منع کیا کہ ایسے لوگوں کو ہدیہ دینا رشوت کی سیڑھی پر چڑھنا ہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ امام کو تحفہ دینا خیانت ہے امام سے مراد یہاں جمعہ یا پنج وقتہ نمازوں کا امام نہیں بلکہ مسلمانوں کا حاکم مراد ہے، ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن سعدؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: سلطان (حاکم) کو ہدیہ دینا انتہائی قبیح، حرام اور خیانت ہے ابن جریرؒ نے حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ امراء (امیر کی جمع) کو ہدیہ دینا خیانت ہے ، یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ کسی بھی حاکم، گورنر، عہدیدار، امیر، والی وغیرہ کو جو ہدیہ دیا جارہا ہے اس کے منصب اور عہدہ کی وجہ سے دیا جارہا ہو تو یہ ہدیہ رشوت میں داخل ہے وجہ ظاہر ہے لیکن اگر کسی گورنر یا حاکم کے متعلقین ایسے ہیں کہ ان سے ان کے پرانے تعلقات ،قدیم دوستی اور رشتہ داری ایسی ہے کہ اس منصب کے ملنے سے پہلے ہی سے تحفہ لینے اور دینے کا سلسلہ ہے اور منصب کے ملنے کی وجہ سے تحفہ نہیں دیا جارہا ہے اور نہ تحفہ کے معیار میں منصب کی وجہ سے تبدیلی لائی گئی ہے تو ظاہر ہے کہ یہ تو تحفہ اور ہدیہ ہی ہوگا، اس کو رشوت نہیں کہا جائے گا، اس کا فیصلہ لینے اور دینے والے کا ضمیر کرسکتا ہے وہ دونوں جانتے ہیں کہ یہ تحفہ کس بنیاد پر دیا جارہا ہے؟ منصب کی بنیاد پر یا شخصی تعلقات کی بنیاد پر؟۔

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ بھی تحفے اور ہدیے انہی لوگوں سے قبول فرماتے تھے جن کے بارے میں آپ ﷺ کو کامل یقین ہوتا تھا کہ یہ تحفہ خوش دلی سے دیا جارہا ہے اس کے پیچھے دنیوی کوئی غرض پوشیدہ نہیں ہے، اور آپ ﷺ کی عادت یہ بھی تھی کہ آپ ہدیہ اور تحفہ

دینے والے کے جواب میں اس سے کئی گنا زیادہ تحفے اور ہدیے دیا کرتے تھے، ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں رشوت کا شائبہ بھی پایا نہیں جاتا، جبکہ عام حاکموں، گورنروں اور امراء وصاحبِ اقتدار لوگوں کے ہاں صرف ہدیے اور تحفے لینے کا سلسلہ جاری رہتا ہے اس کے بدلہ میں ان عہدیداروں کی طرف سے کوئی ہدیہ دیا نہیں جاتا، وہاں صرف لینے کا سلسلہ ہوتا ہے بدلہ میں دینے کا تو ان کی ڈکشنری میں کوئی لفظ ہی نہیں ہوتا۔

ایک اور بات یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کو مسلمانوں کا والی اور حاکم ہونے کی وجہ سے یہ تحفے تحائف اور ہدیے نہیں دیئے جاتے تھے بلکہ آپ ﷺ کے مقام نبوت کی عظمت اور آپ ﷺ سے عقیدت کی بنیاد پر دیئے جاتے تھے، یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ کی سچی اتباع کرنے والے صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم نے جب کوئی عہدہ سنبھالا، کسی علاقہ کے امیر یا گورنر یا عامل بن گئے اور انہیں اس امارت یا گورنری کے بعد کوئی تحفہ دیا گیا تو انہوں نے ان تحفوں اور ہدیوں کے لینے میں احتیاط سے کام لیا، چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں جو تحفے آئے تو انہیں واپس کردیا لوگوں نے ان سے کہا کہ حضور ﷺ تو تحفے قبول فرما لیتے تھے مگر آپ تحفے قبول کیوں نہیں کرتے؟ تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے جواب میں یوں فرمایا تھا کہ وہ آپ ﷺ کیلئے تحفہ ہوتا تھا لیکن ہمارے لئے رشوت ہے اس لئے کہ آپ ﷺ کو مقامِ نبوت پر فائز ہونے کی وجہ سے تحفے دیئے جاتے تھے اور ہم کو اگر کوئی تحفہ دیتا ہے تو خلیفہ یا حاکم یا والی ہونے کی وجہ سے تحفہ دیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت طاوسؒ سے جب بادشاہوں کے تحفہ تحائف کے بارے میں پوچھا گیا تو جواب دیا کہ وہ حرام ہے، حضرت عمر فاروقؓ کا معمول تھا کہ گورنروں کے تحفے پہلے تو قبول ہی نہیں کرتے تھے اور اگر قبول کر لیتے تھے تو اسے بیت المال میں داخل فرما دیتے تھے، کوئی اگر یوں اعتراض کرتا کہ آپ ﷺ تو تحفے قبول کیا کرتے تھے تو حضرت عمر فاروقؓ یوں جواب دیتے تھے کہ آپ ﷺ کے وقت میں وہ ہدیہ ہوتا تھا لیکن آج تو یہ رشوت ہے۔

تحفہ لے کر آدمی اندھا اور بہرا بن جاتا ہے

جب کوئی شخص کسی حاکم، قاضی، والی، گورنر، ملازم، آفیسر، عہدیدار وغیرہ کو کوئی تحفہ

دیتا ہے تو اس تحفہ میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ تحفہ دینے والا اس شخص کو اپنا تابع اور غلام بنالیتا ہے، تحفہ لینے والے میں تحفہ لینے کی وجہ سے جس سے تحفہ لیا ہے اس کے بارے میں ایسے جذبات اور ایسے احساسات پیدا ہوجاتے ہیں کہ جس کی وجہ سے وہ اس کی مخالفت میں کچھ بول نہیں پاتا، اور جو کچھ بولتا ہے تو وہی بولتا ہے جو ہدیہ اور تحفہ دینے والا چاہتا ہے، یہ ہدیہ اور تحفہ کی عجیب طاقت ہے، ہدیہ تحفہ بھی ایک جادو ہے جس کے ذریعہ تحفہ دینے والا اس شخص کے دل میں ایسا جادو کردیتا ہے جس نے تحفہ لیا ہے کہ اس کا دل اس کے حق میں موم بن جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ طبرانی نے حضرت عصمہ بن مالک ؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ: **الھدیة تذھب بالسمع والقلب والبصر** ہدیہ، کان، دل اور آنکھوں کو چھین لیتا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی ہدیہ اور تحفہ میں تھوڑی سی چیز دے کر اس کو اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے گویا لوگ ہدیہ کے ذریعہ آنکھ، کان اور دل خرید لیتے ہیں، جو چیز ہدیہ میں دی گئی وہ چیز کھا پی کر ختم ہوجاتی ہے، یا پہن کر خراب کردی جاتی ہے اور استعمال کر کے ٹوٹ پھوٹ جاتی ہے مگر دینے والے کے احسان کا اثر ختم نہیں ہوتا وہ ہمیشہ باقی رہتا ہے، ہدیہ اور تحفہ کی اس طاقت کو صرف آپسی محبت اور الفت کیلئے استعمال کرنے کا حکم دیا گیا اور یوں کہا گیا کہ آپس میں ہدیہ تحفہ دو اور محبت پیدا کرو لیکن آج تحفہ کا سلسلہ تو جاری ہے مگر تحفہ کے مقصد میں تحریف کردی گئی ہے آج تحفہ کا مقصد اپنی مطلب براری ہے اور اپنے مفاد کی تکمیل ہے آج کل ہر جگہ اس کا چلن عام ہے، شادیوں میں عہدیداروں کی گل پوشی ہورہی ہے، شال پوشی ہورہی ہے، مٹھائیوں کے ڈبے تیار ہیں، طرح طرح کے گفٹ ایٹم ہاتھوں اور بغلوں میں موجود ہیں، جتنا بڑا عہدیدار ہے اس کی کسی تقریب میں مختلف چھوٹی بڑی چیزوں کی اتنی بڑی دکان لگی ہوئی ہے، اگر ان تحفوں کا مقصد صرف تحفہ ہی ہے تو کیا محبت کے اظہار کیلئے صرف عہدیدار، تحصیلدار، گورنر، حاکم، صاحبِ اقتدار، وزیراعلیٰ اور وزیراعظم اور ایم ایل اے ہی رہ گئے؟ کیا عام آدمی، محبت کا اہل اور مستحق نہیں ہے؟ کیا پڑوسی محبت کا مستحق نہیں ہے؟ کیا رشتہ دار محبت کے اہل نہیں ہیں؟۔

عہدیداروں کو ان کی ذمہ داریوں کے ادا کرنے پر حکومت کی طرف سے یا کمپنیوں کی

طرف سے باقاعدہ معقول معاوضہ دیا جاتا ہے وہ معاوضہ ان کی محنت کا معاوضہ ہے، اس سے ہٹ کر وہ جو کچھ امیدواروں وغیرہ سے لیتے ہیں وہ کسی چیز کا معاوضہ نہیں ہے بلکہ وہ رشوت ہے جو کہ حرام ہے، حضرت بریدہؓ نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس شخص کو ہم نے کسی کام کیلئے مقرر کیا اس کیلئے کچھ روزینہ مقرر کر دیا پھر اس کے علاوہ وہ جو کچھ لے گا خیانت ہوگی، حضرت عمرؓ نے اپنے تحصیلداروں کے پاس یہ فرمان جاری کیا تھا کہ:

ہدیہ اور تحفہ سے بچو! کیونکہ یہ بھی رشوت ہے۔

ایک زمانہ آئے گا

حضرت عمر فاروق ؓ نے یہ پیش گوئی دی تھی کہ: **یات علی الناس زمان یستحل فیه السحت بالهدیة** ایک زمانہ آئے گا جب لوگ رشوت کو ہدیہ کہکر اپنے لئے حلال کرلیں گے۔

ذرا غور کریں کہ کیا وہ زمانہ جس کی پیش گوئی حضرت عمر فاروق ؓ نے کی تھی وہ زمانہ آچکا ہے یا نہیں؟ اگر ہم اس زمانہ کے حالات کا جائزہ لیں اور سرکاری محکموں کا معائنہ کریں تو آج یہ بات صدفی صد صادق آرہی ہے، لوگ رشوت کو ہدیہ کا نام دے کر حلال کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، ایسے لوگ دوگناہ کے مرتکب ہیں ایک تو یہ کہ رشوت کھا رہے ہیں دوسرے یہ کہ اس رشوت جیسی ناپاک چیز کو تحفہ جیسا پاک نام دے کر لوگوں کو اور اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں اور اس حیلہ کی آڑ میں دولت جمع کر رہے ہیں اور مزے لے لے کر کھا پی رہے ہیں۔

رشوت لینا گناہ کیوں ہے؟

بنیادی طور پر اس بات کو پہلے جان لینا ضروری ہے کہ حقدار تک اس کے حق کا پہنچانا اور کسی پر ظلم ہو رہا ہو تو اس ظلم کو دفع کرنا ایک نیک کام ہے جس کو تعاون اور امداد کہا جاتا ہے اور قرآن مجید نے ایک دوسرے کی مدد کے سلسلہ میں یہ حکم دیا کہ: **وتعانوا علی البروالتقوی**' ﴿ ۲۔المائدہ ﴾ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔ یہ مدد کرنا تو عام آدمی پر اخلاقی ذمہ داری ہے لیکن ایک ایسا شخص جس کو حکومت کی جانب

سے تنخواہ کے ساتھ مقرر کیا گیا ہوتا کہ وہ حقدار تک اس کا حق پہنچادے اور جس پر ظلم ہورہا ہو اس ظلم کو دفع کردے تو ایسی صورت میں اس شخص پر واجب ہے کہ وہ حقدار کو اس کا حق دے اور جس پر ظلم ہورہا ہے اس ظلم کو دفع کردے اس لئے کہ اس کو اسی کام کیلئے رکھا گیا ہے اب اگر ایسا شخص حکومت سے جو اس کا معاوضہ تنخواہ کی شکل میں لیتا ہے یہ تو اس کیلئے جائز ہے لیکن اگر وہ تنخواہ سے ہٹ کر کوئی رقم معاوضہ میں لیتا ہے تو پھر یہ حرام ہے اسی معاوضہ کو رشوت کہتے ہیں یہ وہ طریقہ ہے جس کو قرآن مجید نے باطل قرار دیا ہے کہ: **یاایھا الذین امنوا لاتاکلو اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم ﴿۲۹۔ النساء﴾** ۔ قاضیوں، حاکموں، ملازموں اور آفیسروں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنا کام اس بنیاد پر کریں کہ یہ ان کی ذمہ داری ہے جس کا معقول معاوضہ ان کو حکومت سے ملتا ہے پھر اس کے باوجود حرص ولالچ کا پیٹ اور جی نہیں بھرتا تو مجبوروں سے بھی معاوضہ لینا کوئی معقول بات نہیں ہے۔

ایسے لوگوں کو چاہئے کہ وہ ایک دوسرے کی مدد ونصرت کے جذبہ کے تحت کام کریں دھوکہ اور ظلم کے جذبہ سے کام نہ کریں، جب تک ایک حاکم، ملازم، آفیسر، قاضی مدد و نصرت کا جذبہ لے کر کام کریں گے اللہ تعالیٰ کی مدد بھی شامل حال رہے گی، چنانچہ امام ابوداودؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد کرتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔

جو لوگ حقدار کو حق پہنچانے اور مظلوم پر ہونے والے ظلم کو دفع کرنے میں خود انہی سے روپیہ پیسہ لیتے ہیں وہ چند روپیوں کے عوض اللہ تعالیٰ کی مدد سے محروم رہ جاتے ہیں، رشوت اس لئے حرام ہے کہ ایسی صورت میں حق کے خلاف باطل کو غلبہ دیا جاتا ہے، اس کے سہارے حق کو باطل اور باطل کو حق قرار دیا جاتا ہے۔ رشوت اس لئے حرام ہے کہ اس سے ایک دوسرے پر ظلم میں اضافہ ہوتا ہے ایذا رسانی ہوتی ہے۔

مال سے بڑھ کر جان اور جان سے بڑھ کر ایمان

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک طرف ایمان کی دولت دی ہے اور دوسری طرف یہ جان اور مال کی دولت دی ہے، یہ تینوں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں لیکن ان تمام نعمتوں میں سب سے

بھاری نعمت ایمان ہے، اس کے بعد کا درجہ جان کا ہے پھر آخری درجہ مال و دولت کا ہے، یہی وجہ ہیکہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: **اجعل مالک دون نفسک و نفسک دون دینک** اپنے مال کو اپنی جان سے کم مرتبہ سمجھو اور اپنی جان کو اپنے دین سے کم مرتبہ خیال کرو۔

اس حدیث کو سرسری طور پر پڑھتے ہوئے آگے مت بڑھ جایئے غور کیجئے کہ آپ ﷺ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ مال کو جان سے زیادہ درجہ نہیں دینا چاہئے بلکہ جان کا درجہ زیادہ ہے اور جان کو ایمان سے زیادہ درجہ نہیں دینا چاہئے اس لئے کہ ایمان کا درجہ جان سے زیادہ ہے تو حاصل کلام یہ ہے کہ سب سے پہلے ایمان کا درجہ ہے اس کے بعد جان کا درجہ ہے پھر مال کا درجہ ہے۔

اگر اس اصول کو رشوت لینے والا سمجھ لے گا تو پھر وہ توبہ کرے بغیر نہیں رہ سکتا، اگر رشوت لینے والا دل کا دروازہ کھول کر عقل اور دماغ کو استعمال کرے گا تو پھر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ مال و دولت کی حرص کے سیلاب میں وہ بہہ جائے۔

آج رشوت کے طوفان میں جو لوگ بہتے چلے جا رہے ہیں اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ انہوں نے مال و دولت، جان اور ایمان کے درمیان جو فرق اور درجے ہیں ان کو ابھی تک نہیں سمجھا ہے، یہی وجہ ہے کہ آج لوگوں نے اس معاملہ کو الٹا کر دیا ہے لوگوں کو آج مال و دولت سے سب سے زیادہ پیار ہے یہی وجہ ہے کہ مال و دولت کی خاطر آدمی ایک دوسرے کے خون کا پیاسا ہے اور جان لینے کو تیار ہے اور جان، ایمان سے زیادہ پیاری بن چکی ہے اس لئے وہ ایمان کو چھوڑنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے جان کی قربانی دینے کیلئے تیار نہیں ہوتا۔

کاش! دنیا کے لوگ اس حقیقت کو سمجھ لیتے؟۔

کیا رشوت دینا بھی گناہ ہے؟

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: **لعن اللہ الراشی و المرتشی والرائش ‹احمد، طبرانی›** رشوت لینے والے، رشوت دینے والے اور رشوت کی دلالی کرنے والے پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔

''رشوت لینا'' حرام ہونے کے بارے میں تو کوئی شک وشبہ ہی نہیں ہے، اب رہی یہ

بات کہ کیا رشوت دینا بھی حرام ہے، اس حدیث میں جہاں رشوت لینے والے، رشوت کے معاملہ میں دلالی کرنے والے پرلعنت ہے وہیں رشوت دینے والے پر بھی لعنت کی گئی ہے اور لعنت فاسق و فاجز مشرک و کافر وغیرہ پر ہوتی ہے، رشوت دینے والا بھی فاسق ہے اسی لئے تو اس پرلعنت کی گئی، رشوت دینے والا اس لئے فاسق ہے کہ اس نے رشوت کی مدد میں پیسہ خرچ کیا اور اپنے اور دوسرے کے حق میں ظلم کیا ہے، ظاہر ہے کہ یہاں رشوت دینے والے کیلئے چند پریشانیاں ہیں، اس لئے کہ رشوت دینے والا بعض مرتبہ رشوت دینے پر مجبور ہوتا ہے، عموماً رشوت مجبوری کے درجہ ہی میں دی جاتی ہے ورنہ کون اپنی محنت کی کمائی خواہ مخواہ کسی کو دے دے گا؟۔

لیکن یہاں چند تفصیلات ہیں ان کو ذہن میں رکھ لینا ضروری ہے، بنیادی طور پر ایک بات تو یہ ہے کہ رشوت کا چلن حرص و ہوس اور لالچ کی وجہ سے ہوا اور اس حرص نے ایک حاکم و ملازم کوتو خوش کیا مگر ایک مجبور و بےبس اور ضرورت مند کو پریشان کیا ہے۔

اب رشوت اس لئے دی جاتی ہے تاکہ اپنی ضرورت پوری کی جائے، یا اپنا حق حاصل کیا جائے جو رشوت دیئے بغیر ناممکن نہ سہی مشکل ضرور ہے۔

اپنا حق حاصل کرنے کیلئے رشوت دینا

اگر اپنے حق کو حاصل کرنے یا اپنے اوپر ہونے والے ظلم کو روکنے اور ٹالنے کیلئے رشوت دی جاتی ہے جبکہ اس کے بغیر کوئی حل نہ ہوتو ایسی صورت میں شریعت میں رشوت دینے کی گنجائش بھی ہے، اور ایسی مجبوری کی صورت میں وہ رشوت دینے کی وجہ سے لعنت والی وعید میں داخل وشامل بھی نہیں ہوگا، لیکن ایسے شخص کیلئے جس کو اس کا حق نہیں مل رہا ہو وہ صبر سے کام لے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ غیب سے اس کے حق کے حاصل ہونے میں آسان راہیں پیدا کردیں، یہ تقویٰ ہے، لیکن جہاں تک جواز اور گنجائش کی بات ہے تو ایسی صورت میں جمہور علماء رشوت دینے والے کو گنہ گار نہیں سمجھتے، آدمی اپنی جان اور اپنے مال پر کسی نقصان کے پہنچنے کو دفع کرنے کیلئے رشوت دے سکتا ہے۔

بہرحال ظلم کو دفع کرنے کیلئے یا اپنے جائز حق کو حاصل کرنے کیلئے اگر کوئی رشوت

دیتا ہے تو ایسی صورت میں وہ گنہ گار نہیں ہوگا، ہاں! یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ رشوت دینے والا اس کو اپنا معمول نہ بنالے جیسا کہ عموماً لوگوں کی عادت ہوتی ہے، مجبوری اور لاچاری کی صورت میں عارضی طور پر اس کی گنجائش نکل سکتی ہے یہ نہیں کہ رشوت دینے کا معمول ہی بنالیا جائے۔

جہاں تک ہوسکے قوانین کو جاننے اور قوانین کی روشنی میں حق کے حاصل کرنے کی جہاں صورت موجود ہو تو اس حق کیلئے اچھی تدبیر اختیار کرنے کی کوشش کرے عموماً لوگ اپنے حقوق سے واقف نہیں ہوتے جس کی وجہ سے پہلے مرحلہ ہی میں رشوت دینے لگ جاتے ہیں، جب ملکی قانون کی روشنی میں یا شرعی دستور کی روشنی میں ہمارا حق ہے تو پھر کسی آفیسر یا حاکم یا قاضی کو رشوت دینے کی ضرورت کیا ہے؟ ہم اپنا حق حاصل کرنے کیلئے اپنے اندر اتنی جرأت و ہمت تو پیدا کرلیں، اگر ہم میں اتنی بھی جرأت نہیں تو پھر زندگی وبال جان ہے۔

مالی فائدہ پہنچانا بھی

بعض عہدیدار کھل کر کسی سے رشوت نہیں لیتے اور رشوت دینے والے بھی گرفت سے بچنے کیلئے دوسرے طریقے اختیار کرلیتے ہیں، مثلاً یہ کہ کسی عہدیدار کو قرض دے دیا، بڑے بڑے تاجر سرکاری ملازمین سے فائدہ حاصل کرنے اور اپنے حق میں فیصلہ حاصل کرنے کی غرض سے انہیں قرض دیتے ہیں یہ قرض ہمدردی کی بنیاد پر نہیں ہوتا جس کی ترغیب شریعت میں دی گئی بلکہ یہ قرض اپنے مفاد کی خاطر ہوتا ہے تو ایسا قرض بھی رشوت میں داخل ہے، چنانچہ بیہقی نے حضرت فضالہ بن عبیدؓ سے روایت کیا ہے کہ:

ہر وہ قرض جو کسی منفعت کا باعث ہو وہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ نفع کھینچ کر لانے والا قرض نہیں دینا چاہئے اس لئے کہ اس میں ہمدردی نہیں مفاد پرستی پوشیدہ ہوتی ہے۔

بعض لوگ ان سرکاری ملازمین کو کوئی مالی فائدہ پہنچا دیتے ہیں، ان ملازمین کی شادیوں کے موقعوں پر کوئی قیمتی تحفہ پیش کردیتے ہیں، یا ان کی شادی کے انتظامات میں حصہ لے لیتے ہیں یا اور کوئی مالی فائدہ پہنچاتے ہیں یہ مالی فائدہ پہنچانا بھی اسی

رشوت میں داخل ہے۔

اس کے علاوہ محض سرکاری ملازم ہونے کی بنیاد پر اس امید اور توقع کے ساتھ کہ آئندہ چل کر اس سے کچھ کام نکل سکتا ہے کوئی رعایت کرنا، مثلاً دکان یا گھر اس کو موجودہ قیمت سے سستی قیمت میں دینا یا اور کوئی رعایت کرنا بھی رشوت ہی میں داخل ہے، اس لئے کہ اگر اس سرکاری ملازم کے سوا کوئی دوسرا ہوتا تو ظاہر ہے کہ اس کے ساتھ وہ اس طرح رعایت نہ کرتا، یہ رعایت محض رشوت کے طور پر ہو رہی ہے، اس لئے یہ بھی حرام ہے۔

''رشوت'' اللہ کے غضب کا سبب ہے

اللہ تعالیٰ نے ہم کو صرف کھانے کا حکم نہیں دیا بلکہ پاکیزہ اور حلال چیزوں کے کھانے کا حکم دیا اور اس میں اس بات کی وضاحت بھی کر دی گئی کہ حلال کے جو حدود ہیں ان حدود کا پاس و لحاظ رکھا جائے اور اس معاملہ میں حد سے نہ گزریں چنانچہ سورۂ طٰہ کی آیت نمبر ﴿۸۱﴾ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **کلوا من طیبت ما رزقنکم ولا تطغوا فیه فیحل علیکم غضبی ومن یحلل علیه غضبی فقد هویٰ** ۔ہم نے تم کو جو حلال چیزیں دی ہیں ان میں سے کھایا کرو اور اس میں حد سے نہ گزرو ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہوا وہ یقیناً گیا گزرا ہے۔

اس آیت میں جہاں اس بات کی صراحت کر دی گئی کہ حلال چیزوں کے جو حدود ہیں ان حدود سے مت گزرو وہیں یہ بات بھی بتا دی گئی کہ اگر ان حدود سے گزرو گے تو نتیجہ میں تم پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا۔

ہم مسلمانوں کو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا طلبگار ہونا چاہیے، اور اس کے غضب سے بچنے کی تدبیر اختیار کرنا چاہیے جو شخص محض مال و دولت کے خاطر اللہ کے غضب کو دعوت دیتا ہے وہ تو دنیا کا گیا گزرا انسان ہے۔

ہم سب کے ایمان و یقین کا تقاضا یہی ہے کہ ہم حلال و جائز حدود میں رہنے کی حتی المقدور کوشش و فکر کریں۔

رشوت کے کرشمے

آج متعدد ممالک میں رشوت کی یہ وبا پھیل چکی ہیں، جس طرح آج بیماریاں پھیل رہی ہیں اسی طرح رشوت کی یہ بیماری بھی ہر محکمہ میں داخل ہوچکی ہے، اب چھوٹے سے چھوٹے کام اور بڑے سے بڑے کام بھی رشوت خوری کے بغیر ناممکن ہوگئے ہیں۔

یہ سب رشوت کے کرشمے ہیں جس کو دو چار لفظ لکھنا نہیں آتا اور دستخط کیلئے انگوٹھے کی مہر لگانے کا جس کو سلیقہ تک نہیں آج وہ ایم۔ایل۔اے بھی بن سکتا ہے، ایم۔پی بھی بن سکتا ہے، لیاقت اس کیلئے وقابلیت کی چنداں ضرورت نہیں، الیکشن میں جیتنے کیلئے رشوت کا استعمال اس قدر عام ہے کہ روپئے املی کے پچوں کی طرح بہادیئے جاتے ہیں، محلّہ یا شہر کا سب سے بڑا مجرم اور غنڈہ بھی پانی کی طرح اپنی دولت بہا کر الیکشن میں جیت سکتا ہے اور شریف وغریب آدمی کو شکست دے سکتا ہے۔

آج رشوت دے کر جھوٹے گواہوں کو تیار کرلینا عام بات ہوچکی ہے، ڈاکٹروں کو رشوت دے کر جھوٹی من گھڑت میڈیکل سرٹیفکٹ لینا معمولِ زندگی بن چکا ہے، امتحانات میں اعلیٰ نمبرات لینے کیلئے محکمۂ تعلیمات کے ذمہ داروں اور چیلے چانٹوں کو رشوت کی طاقت سے اپنے ہاتھ میں نچانا بائیں ہاتھ کا کھیل بن چکا ہے، اب گھر میں پانی کیلئے نل کا کنکشن بھی لینا ہے تو رشوت کا رواج ہے، بجلی کا میٹر بھی لینا ہے تو رشوت کا معمول ہے، ٹریفک کے اصولوں کو پامال کرنے والوں سے پولیس برسرِ عام بند مٹھی کے ذریعہ رشوت وصول کرتی ہے، اور پورے لوگ یہ تماشا دیکھتے ہے۔

مجرموں کو جرائم کا عادی بنانے میں رشوت ہی نے اپنی طاقت لگارکھی ہے، اصل مجرموں کو آزادی کا پروانہ رشوت ہی کی وجہ سے ملتا ہے، آج اس ملک میں کتنے ایسے بڑے بڑے مجرم ہیں جو کروڑوں کی رشوت کے ذریعہ آزادی سے گھوم رہے ہیں، عدالتوں میں وکیل جس ملزم اور مجرم کی وکالت کرتے ہیں وہ کس قدر رشوت کے عادی ہیں اس سے کوئی ناواقف نہیں ہے۔آج رشوت دے کر قانون کو خریدا جاسکتا ہے، قاتل کو

چھٹکارا رشوت کی وجہ سے ملتا ہے، ظالم کو حمایت رشوت کی وجہ سے ملتی ہے۔

آج صرف وہی سزا بھگت سکتا ہے جس کے پاس رشوت دینے کیلئے کچھ بھی نہیں ہوتا جس میں رشوت دینے کی سکت اور طاقت ہے وہ سارے حکمرانوں کو جھکا سکتا ہے اور جس میں رشوت دینے کی طاقت نہیں اس کو سارے جھکا سکتے ہیں۔

رشوت لینے والا شیطان کا دوست سب کا دشمن

رشوت لینے والے کے دل سے رفتہ رفتہ مروت اور ایثار کا جذبہ ختم ہوتا جاتا ہے اس عادت کی پختگی کے بعد وہ پوری طرح انسانیت سے محروم ہوجاتا ہے، اوراس کا رشتہ شیطان سے جڑ جاتا ہے، رشوت لینے والے کی ہر ادا میں شیطانیت جھلکتی ہے اس کا طریقہ اور مزاج بھی شیطانی ہوجاتا ہے، یہاں تک کہ وہ شیطان کا دوست اور بھائی بن جاتا ہے اور پوری انسانیت کا دشمن بن جاتا ہے، رشوت لینے والا نہ صرف پوری انسانیت کا دشمن بلکہ وہ پورے ملک کا دشمن اور پوری ملت اور پورے مذہب کا دشمن ہے، جو کام شیطان کرتا ہے وہی کام رشوت خور کرتا ہے اس لئے کہ شیطان کا کام حقدار کو حق سے محروم کرنا ہے رشوت خور بھی حقداروں کو حق سے محروم کرتا ہے، رشوت کے حصول کے خاطر رشوت خور نیک لوگوں کو مجرم قرار دیتا ہے اور مجرموں کو جرم سے بری کردیتا ہے، رشوت خور قاتلوں، ظالموں، ڈاکوؤں اور چوروں کو قانون کے شکنجوں سے آزاد کرتا ہے اوران پر مقررہ سزا سے آزادی دلاکران میں ظلم وقتل، چوری اور ڈکیتی کا بھرپور حوصلہ بخشتا ہے، رشوت خور کی نگاہ صرف اپنی کمائی پر ہوتی ہے وہ سمجھتا ہے کہ اگر یہ آمدنی رُک گئی تو میں بھوکا مرجاؤں گا، میری زندگی کا معیار اسی سے قائم ہے، میرے بچے بھوکے مرجائیں گے ان کی معیاری تعلیم کا انحصار اسی پر ہے۔

رشوت انسان کو جانور بنادیتی ہے

رشوت ایک ایسی بدترین خصلت اور بیماری ہے کہ اس برائی کے اختیار کرنے والے میں انسانوں کے بجائے جانوروں کی خصلت پیدا ہوجاتی ہے، رشوت خور اس کتے کی طرح ہمیشہ حرص اور لالچ میں پڑا رہتا ہے جو ہمیشہ ہڈی اور گوشت کی چکر میں لگاتار دوڑتے رہتا ہے، رشوت خور بھی اسی طرح حریص اور لالچی رہتا ہے اور ہر ایک پر نظر رکھتا

ہے کہ کس سے کب لوٹنا ہے۔

جس طرح کتا مردار پر چھپٹتا ہے اسی طرح رشوت خور بھی حرام کی کمائی پر دوڑتا اور لپکتا ہے، اس کو اس میں زیادہ دلچسپی ہوتی ہے۔

جس طرح کتا اپنے اس مالک کے سامنے دم ہلاتا ہے اور اس کی خوشامدی کرتا ہے اس امید کی وجہ سے کہ مالک اس کو روٹی کے ٹکڑے یا گوشت کے چھیچڑے ڈال دے گا بالکل اسی طرح رشوت خور بھی ایسے لوگوں کو خوشامد کرتا ہے اور ان کی جی حضوری کرتا ہے جو اس کے ہاتھ گرم کرتے ہیں، اور جس طرح اجنبی آدمیوں پر کتا بھونکتا اور غراتا ہے رشوت خور بھی ایسے لوگوں پر خواہ مخواہ غصہ کرتا ہے جن سے ملنے کی اس کو کوئی توقع اور امید نہیں ہوتی۔

جس طرح کتا دوسرے کتے پر ہمدردی نہیں کرتا اسی طرح رشوت خور بھی اپنے جیسے دوسرے انسانوں پر ہمدردی نہیں کرتا جو رشوت لیتے ہیں وہ چاہتا ہے کہ سب کچھ مجھے مل جائے جس طرح ایک کتے کو دوسرے کتے پر رحم نہیں آتا اسی طرح رشوت خور کو اس جیسے دوسرے غریب انسانوں کی مصیبت پر رحم نہیں آتا، کتنے رشوت خور ہیں جو بیواؤں اور یتیموں سے بھی رشوت کا مال لیتے ہیں۔

رشوت خور بھکاری ہوتے ہیں

وہ فقیر، سائل اور بھکاری جو دردر بھیک مانگتے ہیں اور ہر ایک سے مانگتے ہیں ہر موقع پر مانگتے ہیں اور ہر چیز مانگتے ہیں اسی طرح یہ رشوت خور بھی بھکاریوں اور فقیروں کی طرح ہر ایک سے رشوت لیتے ہیں ہر موقع اور ہر کام کیلئے رشوت لیتے ہیں اور رشوت میں ہر چیز لیتے ہیں چنانچہ ہم مختلف محکموں میں دیکھتے ہیں کہ روپۓ پیسے دے دیا تو وہ بھی لے لیا، چائے پان کھلا دیا تو رشوت کے طور پر وہ بھی کھا لیا، سگریٹ پلا دیا تو وہ بھی پی لیا، رشوت میں باسی روٹی بھی کھلا دے تو رشوت خور کھانے کو تیار ہو جاتا ہے۔

آج کل بڑے بڑے محکموں میں بڑے بڑے عہدیداروں کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اگر اس عہدیدار کی بیٹی کی شادی مقرر ہو جائے تو وہ اپنی بیٹی کی شادی کا سارا بوجھ اپنے

جونیر عہدیداروں پرڈال دیتا ہے، اور وہ چھوٹے چھوٹے عہدیدار غریبوں، مفلسوں اور راہگیروں پر وبالِ جان بن کر ان سے ان کی محنت کی کمائی چالان کے نام سے لیتے ہیں اور اس بڑے عہدیدار تک وہ رقم پہنچادی جاتی ہے تاکہ اس کی بیٹی کی شادی کا سامان ہوجائے۔

رشوت خور خواب میں بھی رشوت لیتا ہے

رشوت خور جب اس بری عادت ولعنت میں گرفتار ہوجاتا ہے تو وہ بیداری میں تو رشوت لیتا ہی ہے مگر وہ خواب میں بھی رشوت لیتا ہے، یہ واقعہ مشہور ہے کہ ایک رشوت خور اپنی بیوی کے ساتھ سورہا تھا اس نے خواب میں ایک بے گناہ کو پکڑ لیا پہلے تو اسے خوب ڈرایا دھمکایا پھر اس کے ساتھ خواب ہی میں سودے بازی کرنے لگا، رشوت خور ایک ہزار روپئے مانگ رہا تھا مگر وہ شخص صرف ایک سو روپئے دینے پر راضی تھا، ابھی سودے بازی ہورہی تھی کہ صبح ہوگئی بیگم نے دیکھا کہ ان کے شوہر نے ان کا ہاتھ پکڑ رکھا ہے، بیوی نے جھنجھوڑ کر اپنے شوہر کو اٹھایا تو رشوت خور کو بڑا غصہ آیا کہ اس نے سودا مکمل نہ ہونے دیا رشوت خور نے بیدار ہونے کے بعد پھر سے آنکھیں بند کرلیا اور کہنے لگا! اچھا لا و یار! سو روپئے ہی دے دو

رشوت چھوڑنے کی تدبیریں

ہر برے کام کے چھوڑنے کا آسان طریقہ عزم و اِرادہ ہے، اگر آدمی کسی بھی کام کے چھوڑنے کا عزم و اِرادہ کرلے تو پھر اس کام کو چھوڑنا آسان ہوجائے گا، رشوت کا چھوڑنا رشوت خور کے اِرادہ اور عزم پر موقوف ہے، اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر ہر انسان میں عزم و اِرادہ اور فیصلہ کی قوت بخشی ہے، فرق صرف یہ ہے کہ بعض لوگ اس قوت کو استعمال میں نہیں لاتے، رشوت خوری کے چھوڑنے کیلئے بنیادی تدبیر یہی ہے کہ آدمی سادہ زندگی گزارنے کا عادی بن جائے اگر آدمی بنیادی ضروریات کی تکمیل پر توجہ دے گا، غیر ضروری امور سے منہ موڑے گا اور زندگی کے اونچے معیار پر نظر رکھنے کے بجائے معمولی اور سادہ زندگی بسر کرنے کی ٹھان لے گا تو پھر اس کو اپنی محنت کی کمائی کافی ہوجائے گی اور رشوت کی ضرورت ہی نہ پڑے گی، جتنے رشوت خور ہوتے ہیں وہ بنیادی طور پر قناعت سے محروم

ہوتے ہیں اسی لئے وہ رشوت کا بازار گرم رکھتے ہیں، جن گھرانوں میں فضول خرچی، نام و نمود، ناجائز سیر وتفریح، لہو ولعب، کھیل کود، ناچ گانے، باطل رسومات، ریاکاری اور باجے تماشے ہوتے ہیں وہاں آدمی رشوت، سود، دھوکہ فریب وغیرہ کاموں کی طرف آگے بڑھتا ہے اس لئے کہ ان تمام کاموں کیلئے محنت کی جائز کمائی ناکافی ہوتی ہے، اس لئے اگر آدمی نجس اور خبیث مال سے بچنے کا عزم کرلے اور ان تمام برائیوں سے بچنے کا ارادہ کرلے تو اس کو رشوت کے مال کی طرف دیکھنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔

اگر مرد خود رشوت خور ہے اور پہلے سے رشوت کا عادی ہے تو عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے شوہر کو رشوت خوری سے باز رکھنے کی کوشش کرے اور اپنی ناراضگی کا اظہار کرے اور وہ قناعت اور سادہ زندگی گزارنے پر اپنی آمادگی کا اظہار کرے، ظاہر ہے کہ اگر عورت اپنے شوہر کو اس معاملہ میں بار بار متنبہ کرتی رہے گی تو ایک نہ ایک دن وہ رشوت خوری سے توبہ کرلے گا۔

رشوت سے بچنے کا جذبہ فکرِ آخرت سے پیدا ہوتا ہے، ایسا شخص جو رشوت خور ہو وہ قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں موجود ان وعیدوں پر غور وفکر کرے کہ رشوت لینے کی وجہ سے کیسی سزائیں وارد ہیں اور پھر اپنے آپ کو ان وعیدوں سے بچانے کی تدبیر کرے۔

اور اس بات پر بھی غور کرے کہ رشوت خور ہمیشہ ذہنی اور قلبی طور پر پریشان، متفکر اور بے چین سا رہتا ہے، رشوت خور کو دلی سکون کبھی نصیب نہیں ہوتا، اس بات کو ہر رشوت خور جانتا ہے، اور زندگی کی راحتیں دل کے اطمینان پر موقوف ہیں، اگر دل میں چین اور سکون ہو تو دسترخوان کی اشیاء میں لطف ملے گا اور نرم نرم بستروں میں آرام کی نیند آئے گی ورنہ آرام، راحت اور لطف کا تصور بھی ناممکن ہے۔

۞۞۞۞۞

دعائے مغفرت کی درخواست

عالی جناب محترم محمد انور جنیدی صاحب مالک ڈائمنڈ الیکٹریکلس نے اپنے والد محترم عالی جناب محمد عمر جنیدی صاحب مرحوم وظیفہ یاب سروے اینڈ لینڈ ڈپارٹمنٹ کی مغفرت ورفع درجات کیلئے جمیع قارئین سے درخواست کی ہے۔

مرحوم کا بتاریخ ۲۷/ مارچ ۲۰۰۴ء م ۵/صفر المظفر ۱۴۲۵ھ بہ عمر ۸۵ سال وصال ہوا، مرحوم کے پسماندگان میں چار فرزندان جناب محترم محمد انور جنیدی صاحب، جناب محترم قاسم علی منور جنیدی صاحب، جناب محترم وقار احمد جنیدی صاحب، جناب محترم قدوس احمد جنیدی صاحب اور چار بہنیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ جمیع پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائیں۔

مرحوم کے فرزندان و دختران نے جمیع قارئین کرام سے درخواست کی ہے کہ ان کے والد مرحوم کی مغفرت ورفع درجات کیلئے دعاء فرمائیں۔

مکتبہ سبیل الفلاح کے جمیع اراکین مرحوم کے حق میں دعاء کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ان کی قبر کو نور سے بھر دے اور ان کو جنت الفردوس نصیب فرمادے۔ آمین......

اِدارہ

دعائے مغفرت کی درخواست

جناب محترم مولانا محمد امجد علی قاسمی مدظلہ العالی مقیمِ حال امریکہ اور مولانا محمد ارشد القاسمی مدظلہ العالی خطیب مسجدِ حضارم یاقوت پورہ، حیدرآباد نے جمیع قارئین سے پرخلوص درخواست کی ہے کہ ان کے والد بزرگوار عالی جناب محترم محمد قاسم علی صاحب موظف محکمہ تحصیل آفس سریا پیٹھ، ضلع نلگنڈہ اور والدہ محترمہ کے حق میں دعائے مغفرت و رفع درجات فرمائیں۔

مکتبہ سبیل الفلاح کے جمیع اراکین مرحوم کے حق میں دعاء کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ان کی قبر کو نور سے بھر دے اور ان کو جنت الفردوس نصیب فرمادے اور ان کی اولادِ صالح سے دین کی ہمہ گیر خدمات لیتا رہے اس طرح اجرِ جزیل کا سلسلہ مرحوم کے حق میں چلتا رہے۔ آمین......

اِدارہ